بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سیرت وسوانح اور آپ کی زبان وقلم سے صادر حیرت انگیز مسائل و واقعات پر مشتمل ایک منفرد دستاویز

امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

مؤلف

حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

ناشر: امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈیمٹھی اسلام پور بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سیرت وسوانح اور آپ کی زبان وقلم سے صادر حیرت انگیز مسائل و واقعات پر مشتمل ایک منفرد دستاویز

امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

مؤلف

حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

ناشر: امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈیمٹھی اسلام پور بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤلف : مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی دیناجپوری

اُستاذ و مفتی دار العلوم رضائے مصطفیٰ مٹیابرج کولکاتا

پروف ریڈر :مولانا اکبر حسین برکاتی مصباحی تالتلہ لین کولکاتا

ناشر :امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈیمٹھی اسلام پور بنگال

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۳۷ھ جنوری ۲۰۱۶ء

ملنے کے پتے :امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈیمٹھی اسلام پور بنگال

:دار العلوم رضائے مصطفیٰ مٹیابرج کولکاتا (بنگال)

:جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم ڈی جے ھلی بنگلور (کرناٹک)

:امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن اندور (مدھیہ پردیش)

:علماء بورڈ آف اتر دیناج پور (مغربی بنگال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

باب اول

سیرت وسوانح

باب دوم

مسائل وواقعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، سیدی وسندی، استاذی ومرشدی، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، فخر ازہر، حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، بانی وسرپرست مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف یوپی (ہند) کے مبارک نام جن کی نگاہ کیمیا سے لاکھوں گم گشتگان راہ، اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہوئے۔ جن کے جلوے کی ایک جھلک پانے کے لئے آج بھی مخلوق خدا ہر وقت سراپا منتظر ہے۔

یہ نگاہ مفتی اعظم کی ہے جلوہ گری..... چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

اسیر تاج الشریعہ

محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.com

تقریظ جلیل

محقق عصر جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نعیمی

دام ظلہ، استاذ دار العلوم گلشن بغداد رام پور یوپی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیز القدر مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی زید مجدہ کے زیر نظر مقالوں ''امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اور امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان وقلم سے صادر حیرت انگیز مسائل وواقعات'' کے اکثر مقامات کا بنظر غائر مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ اختصار کے ساتھ سیدنا امام اعظم کی حیات طیبہ اور ان کی علمی جلالت شان کو جامعیت کا جو جامہ پہنایا گیا ہے اسے یقیناً قابل قدر اور اپنے موضوع پر ایک حسین گلدستہ پایا۔ مواد کی فراہمی کے لئے عرق ریزی اور اس کی علمی ثقاہت وحسن ترتیب خود کہتی ہے کہ ''العیان لا یحتاج الی البیان'۔ عیاں را چہ بیاں'' پھر یہ کہ مشہور مقولہ ''قدر المؤلف بقدر المؤلف'' کی رو سے مؤلف گرامی کا شمار ایسے جید نوجوان علماء میں ہوتا ہے جو علم وادب، فہم وفراست اور جودت طبع کی عمدہ صلاحیتوں سے اچھی طرح آراستہ ہونے کے ساتھ میدان عمل میں کچھ کرگذرنے کا بے پناہ جذبہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ موصوف تدریس، افتاء، تبلیغ، تقریر اور دیگر تعمیری خدمات میں مصروف رہنے کے باوجود

تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہیں۔اب تک عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق مختلف موضوعات پر تقریبا ایک درجن تالیفات وتصنیفات کے ذریعہ تحقیقی معلومات کا ایک وافر ذخیرہ فراہم کر کے اہل علم سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔یہ تازہ علمی پیشکش اسی روح پرور سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔کتاب کیا ہے ایک ایک سطر سے امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد علمی، فقہی بصیرت اور آپ کی ذہنی وعقلی استدلالات کے گویا چشمے پھوٹ رہے ہیں،امت اس شیریں چشمۂ علم وحکمت سے اپنی تشنگی بجھا کر شادکام ہورہی ہے۔کتاب دو باب میں منقسم ہے، باب اول سیرت وسوانح پر مشتمل ہے جبکہ باب دوم میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان وقلم سے صادر حیرت انگیز مسائل وواقعات کا ذکر ہے۔

امید قوی ہے کہ ان نادیدۂ خزاں گلہائے عقیدت کی طرب انگیز خوشبو سے ناظرین کے دل ودماغ معطر ہو اٹھیں گے۔

دعاء ہے کہ رب العالمین مؤلف کی تمام خدمات کو سند قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ارباب شوق کو ان سے استفادہ کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ التحیۃ والتسلیم۔

عبدہ المذنب

مشتاق احمد نعیمی غفرلہ

خادم التدریس دارالعلوم گلشن بغداد رام پور یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

مختصر سیرت وسوانح

امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

وعلی اٰله وصحبه وعلماء ملته اجمعین.

ولادت باسعادت: امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۸۰ ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے: حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کس سن میں ہوئی اس بارے میں دوقول مشہور ہیں۔ ۷۰ ھ یا ۸۰ ھ زیادہ تر لوگ ۸۰ ھ کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن بہت سے محققین نے ۷۰ ھ کو ترجیح دی ہے اس خادم (مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ) کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے کہ حضرت امام اعظم کی ولادت ۷۰ ھ میں ہوئی۔ (مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱، ص:۱۱۴) آپ کے والدگرامی کا نام ثابت ہے۔ آپ کے پوتے حضرت اسماعیل بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان مرزبان ہوں۔ ہم لوگ فارسی النسل ہیں اور خدا کی قسم! ہم کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے۔ ہمارے دادا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا اپنے نومولود بیٹے ثابت کو لے کر سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے اوران کی اولاد

کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ (تبییض الصحیفہ ،ص:۵)

بشارت نبوی: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کا وہ مقبول بندہ ہے جس کی ولادت اور علم وفضل کی بشارت صادق ومصدوق وعالم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی ولادت سے تقریباً ستّر سال پہلے امت کو سنائی ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَوْ کَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَھَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ فَارِس لَوْ قَالَ: مِنْ اَبْنَاءِ فَارِس حَتّٰی یَتَنَاوَلَهٗ.**

(صحیح مسلم۔ص:۳۱۲، کتاب فضائل الصحابہ باب فضل فارس)

اگر دین اوج ثریا پر بھی ہوتو اہل فارس (یا فرمایا ابناء فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا۔اجلہ محدثین نے اس حدیث مبارکہ کا مصداق حضرت امام اعظم کو قرار دیا ہے۔امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ کی اس حدیث میں بشارت دی ہے جسے ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (پھر اس حدیث کے مختلف حوالہ جات دے کے فرماتے ہیں) یہ اصل صحیح ہے جس پر بشارت اور فضیلت میں اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ (تبییض الصحیفہ ،ص:۳۱،۳۲) علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مواہب کے شبراملسی کے حاشیہ میں ہے کہ علامہ سیوطی کے شاگرد علامہ شامی نے کہا وہ جس پر ہمارے شیخ نے یقین کیا ہے کہ ابو حنیفہ ہی اس حدیث سے مراد

ہیں۔ بالکل ظاہر ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی علم میں ان کے درجے تک نہیں پہنچا۔ (ردالمحتار، ج:۱،ص:۴۷) اسی حدیث کے بارے میں امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجۂ علم تک نہیں پہنچا، اور اسی حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں۔ (الخیرات الحسان، ص:۲۴) امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ روایت تحریر فرمائی ہے: حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضرت لقمان کے پاس حکمت کا اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ اگر وہ اپنے خرمن حکمت سے ایک دانہ بیان فرماتے تو ساری دنیا کی حکمتیں آپ کے سامنے دستہ بستہ کھڑی ہوتیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیال آیا کہ کاش میری امت میں کوئی شخص ایسا ہوتا جو حضرت لقمان کی حکمت کا سرمایہ ہوتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی امت میں ایک ایسا مرد ہوگا جو حکمت کے خزانے سے ہزاروں حکمتیں بیان کرے گا اور آپ کی امت کو آپ کے احکام سے آگاہ کرے گا۔ حضور علیہ السلام نے یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور

ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن عنایت فرمایا اور وصیت کی کہ ابوحنیفہ کے منہ میں یہ امانت ڈالنا۔ حضور علیہ السلام کی یہ امانت یعنی لعاب دہن امام اعظم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ملی۔ (مناقب الامام الاعظم، ص:۵۵) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض علما نے بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا ذکر توریت میں ہے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی اس میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ایک نور ہوگا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی'' امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب سراج الامۃ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (امام اعظم، ص ۴۵، بحوالہ، تعارف فقہ وتصوف، ص ۲۵۵) علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی شان میں آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی استدلال ہوسکتا ہے کہ ''انہ قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین ومأۃ '' دنیا کی زینت سن ایک سو پچاس ہجری میں اٹھالی جائے گی۔ اس حدیث کی شرح میں شمس الائمہ امام کُرْدَرِی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث امام ابوحنیفہ پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ کا ہی انتقال اس سَن میں ہوا۔

(الخیرات الحسان، ص:۵۳)

امام اعظم تابعی ہیں: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعدد صحابۂ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ ائمہ اربعہ میں یہ خصوصیت وفضیلت صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں: علامہ ذہبی سے منقول صحیح روایت

سے ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار کیا تھا۔ایک اور روایت میں ہے کہ امام اعظم نے فرمایا: ''میں نے کئی مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی، وہ سرخ خضاب لگاتے تھے''۔اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے کسی صحابی کا دیدار کیا ہو۔(الخیرات الحسان، ص۷۳) امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود امام اعظم کو فرماتے سنا کہ ''میں ۹۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گیا، اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی، میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ان پر لوگوں کا ہجوم تھا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ بوڑھے شخص کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن حارث بن جزء ہے، پھر میں نے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے؟ میرے والد نے کہا: ان کے پاس وہ حدیثیں ہیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی ان کے پاس لے چلئے تاکہ میں بھی حدیث شریف سن لوں، چنانچہ وہ مجھ سے آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے چلے یہاں تک میں ان کے قریب پہنچ گیا اور میں نے ان سے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تفقه فی دین الله کفاه الله همه ورزقه من حیث لایحسبه ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دین کی سمجھ حاصل کرلی اس کی فکروں کا علاج اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو شان وگمان بھی نہیں ہوتا۔(مقدمہ جامع الاحادیث، ص:۲۳۶، ۲۳۷، بحوالہ، کتاب بیان العلم، ج:۱، ص:۴۵)

شارح بخاری علیہ الرحمہ، امام اعظم کے تابعی ہونے کے سلسلے میں تحریر فرماتے

ہیں: یہ وہ فخر ہے جو حضرت امام کے اقران میں دوسرے ائمہ کو نصیب نہ ہوا، نہ امام مالک کو، نہ امام اوزاعی کو، نہ سفیان ثوری کو، نہ لیث بن سعد کو۔ حضرت امام کا تابعی ہونا اتنا محقق ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کو بھی باوجود شافعی عصبیت کے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت امام اعظم تابعی تھے، انھوں نے کوفے میں اس وقت موجود متعدد صحابہ کی زیارت کی.... حضرت امام اعظم کی تابعیت کا انکار بداہت کا انکار ہے۔ (مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱،ص:۱۱۶) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام ابومعشر طبری شافعی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ میں صحابۂ کرام سے امام اعظم کی مروی احادیث بیان کی ہیں اور فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سات صحابۂ کرام سے ملاقات کی ہے۔ ۱ سیدنا انس بن مالک ۲ سیدنا عبداللہ بن حارث جزء ۳ سیدنا جابر بن عبداللہ ۴ سیدنا معقل بن یسار ۵ سیدنا واثلہ ابن الاسقع ۶ سیدنا عبداللہ بن انیس ۷ سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ امام اعظم نے سیدنا انس سے تین حدیثیں، سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں، جبکہ سیدنا جابر، سیدنا عبداللہ بن انیس، سیدتنا عائشہ بنت عجرد اور سیدنا عبدا للہ بن جزء سے ایک ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ آپ نے سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے اور یہ تمام احادیث ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئی ہیں۔ (امام اعظم،ص:۵۱،۵۲، بحوالہ تبییض الصحیفہ،ص:۷)

تحصیل علم: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تجارت کی طرف متوجہ ہوگئے اور ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے مشہور ہوئے، لیکن پھر

آپ کے دل میں مزید تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا، یہ شوق کیسے پیدا ہوا؟ آپ اسے خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ایک دن بازار جارہا تھا کہ کوفہ کے مشہور امام شعبی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے مجھ سے کہا، بیٹا کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کی، بازار میں کاروبار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، تم علما کی مجلس میں بیٹھا کرو مجھے تمہاری پیشانی پر علم وفضل اور دانش مندی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ ان کے اس ارشاد نے مجھے بہت متاثر کیا اور میں نے علم دین کے حصول کا راستہ اختیار کیا۔ (مناقب الامام الاعظم، ص:۸۴) امام اعظم رحمہ اللہ نے علم کلام کا گہرا مطالعہ کر کے اس میں کمال حاصل کرلیا اور ایک عرصہ تک اس علم کے ذریعہ بحث ومناظرہ میں مشغول رہے۔ پھر انھیں الہام ہوا کہ صحابہ اور تابعین کرام ایسا نہ کرتے تھے حالانکہ وہ علم کلام کو زیادہ جاننے والے تھے۔ وہ شرعی اور فقہی مسائل کے حصول اور ان کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔ چنانچہ آپ کی توجہ مناظروں سے ہٹنے لگی۔ (یہاں علم کلام سے مراد آج کا موجودہ علم کلام نہیں بلکہ اس عہد میں مذہبی بنیادی اختلافات پر قرآن وحدیث سے صحیح موقف کی حمایت اور غلط نظریے کی تردید مراد ہے)

(مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱، ص:۱۸۸)

آپ کے اس خیال کو مزید تقویت یوں ہوئی کہ آپ امام حماد رحمہ اللہ کے حلقۂ درس کے قریب رہتے تھے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے وہ کیا طریقہ اختیار کرے؟ آپ نے اسے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور فرمایا کہ وہ جو جواب

دیں مجھے بتا کر جانا۔امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،وہ شخص عورت کو اس طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس سے علیحدہ رہے یہاں تک کہ تین حیض گزر جائیں۔تیسرے حیض کے اختتام پر وہ عورت غسل کرے گی اور نکاح کے لئے آزاد ہوگی۔ یہ جواب سن کر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اٹھے اور امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوگئے۔(امام اعظم،ص:۵۶،۵۷)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو اکثر یاد کرلیا کرتا اور مجھے ان کے اسباق مکمل طور پر حفظ ہو جاتے۔آپ کے شاگرد جب کوئی مسئلہ بیان کرتے تو میں ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتا چنانچہ استاد گرامی حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے میری ذہانت اور لگن کو دیکھ کر فرمایا ''ابو حنیفہ میرے سامنے صف اول میں بیٹھا کرے،اس دریائے علم سے سیراب ہونے کا یہ سلسلہ دس سالوں تک جاری رہا''۔(الخیرات الحسان،ص:۸۷)امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم حدیث کی تحصیل کا آغاز بھی کوفہ ہی سے کیا اور اس وقت کوفہ میں موجود ترانوے(۹۳)مشائخ سے حدیث اخذ کی۔اور ان محدثین میں ایک بڑی تعداد تابعین کی تھی۔کوفہ کے علاوہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کے بھی تمام محدثین سے حدیثیں حاصل کیں۔آپ نے ان دونوں مراکز سے ہزاروں ہزار احادیث حاصل کیں۔شارح بخاری فرماتے ہیں:مگر امام اعظم ہونے کے لئے ابھی اور بہت کچھ ضرورت باقی تھی یہ کمی حرمین طیبین سے پوری ہوئی۔پہلا سفر حضرت امام نے ۹۶ھ میں کیا تھا اور عمر میں پچپن(۵۵)حج کئے۔۱۵۰ھ میں وصال ہوا

تو اس سے ثابت ہوا کہ ۹۶ھ کے بعد کسی سال حج ناغہ نہ ہوا۔.... اس عہد میں حضرت عطاء بن رباح مکہ معظّمہ میں سرتاج محدثین تھے۔ یہ تابعی ہیں دوسو صحابۂ کرام کی صحبت کا ان کو شرف حاصل ہے خصوصا حضرت ابن عباس، ابن عمر، اسامہ، جابر، زید بن ارقم، عبداللہ بن سائب، عقیل بن رافع، ابوالدرداء، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی احادیث سنی ہیں۔ یہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بہت عظیم مجتہد بھی تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے تھے کہ عطا کے ہوتے ہوئے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔ ایام حج میں حکومت کی طرف سے اعلان عام ہوجاتا تھا کہ عطاء کے علاوہ اور کوئی فتویٰ نہ دے۔ اساطین محدثین امام اوزاعی، امام زہری، امام عمرو بن دینار انھیں کے تلمیذ خاص تھے۔ حضرت امام اعظم جب ان کی خدمت میں تلمذ کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت عطاء نے ان کا عقیدہ پوچھا امام اعظم نے کہا میں اسلاف کو برا نہیں کہتا، گنہگار کو کافر نہیں کہتا، ایمان بالقدر رکھتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عطاء نے داخل حلقۂ درس کیا۔ دن بدن حضرت امام کی ذکاوت، فطانت روشن ہوتی گئی جس سے حضرت عطاء ان کو قریب سے قریب تر کرتے رہے یہاں تک کہ عطاء دوسروں کو ہٹا کر امام اعظم کو اپنے پہلو میں بٹھا تے۔ حضرت امام جب مکہ حاضر ہوتے تو اکثر حضرت عطاء کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ان کا وصال ۱۱۵ھ میں ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ تقریبا بائیس سال ان سے استفادہ کرتے رہے۔ مکہ معظّمہ میں حضرت امام نے ایک اور وقت کے امام حضرت عکرمہ سے اخذ علوم فرمایا۔ عکرمہ سے کون واقف نہیں، یہ حضرت علی، ابو ہریرہ، ابن

عمر، عقبہ بن عمرو، صفوان، جابر، ابوقتادہ، ابن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تلمیذ ہیں۔ تقریباً ستر مشاہیر ائمہ تابعین تفسیر وحدیث میں ان کے تلمیذ ہیں۔

(مقدمہ نزہۃ القاری، ج:ا،ص:۱۲۱)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم حدیث میں مقام ومرتبہ اسی سے متعین ہوجاتا ہے کہ آپ نے چار ہزار شیوخ سے احادیث اخذ کیں جن میں اجلہ محدثین وائمہ اور تابعین سرفہرست ہیں۔ امام اعظم کے اساتذہ میں حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں، امام اعظم کا آپ سے ملاقات کا یہ دلچسپ واقعہ بزبان شارح بخاری ملاحظہ کریں: ایک بار مدینہ طیبہ کی حاضری میں جب امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو ان کے ایک ساتھی نے تعارف کرایا، کہ یہ ابوحنیفہ ہیں! امام باقر نے، امام اعظم سے کہا، وہ تمہیں ہو جو قیاس سے میرے جد کریم کی احادیث رد کرتے ہو۔ امام اعظم نے عرض کیا، معاذ اللہ، حدیث کو کون رد کرسکتا ہے۔ حضور اجازت دیں تو کچھ عرض کروں۔ اجازت کے بعد امام اعظم نے عرض کیا۔ حضور! مرد ضعیف ہے یا عورت؟ ارشاد فرمایا۔ عورت۔ عرض کیا، وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا؟ فرمایا، مرد کا، عرض کیا، میں قیاس سے حکم کرتا تو عورت کو مرد کا دونا حصہ دینے کا حکم کرتا۔ پھر عرض کیا۔ نماز افضل ہے کہ روزہ؟ ارشاد فرمایا، نماز۔ عرض کیا قیاس یہ چاہتا ہے کہ جب نماز روزہ سے افضل ہے تو حائضہ پر نماز کی قضاء بدرجۂ اولیٰ ہونی چاہیئے اگر احادیث کے خلاف قیاس سے حکم کرتا تو یہ حکم دیتا کہ حائضہ نماز کی قضاء ضرور کرے!۔ اس پر امام باقر اتنا خوش ہوئے کہ

اٹھ کران کی پیشانی چوم لی۔حضرت امام اعظم نے ایک مدت تک حضرت امام باقر کی خدمت میں حاضر رہ کر فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔اسی طرح ان کے خلف الرشید حضرت امام جعفر صادق سے بھی اکتساب فیض فرمایا۔

(مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱،ص:۱۲۲،۱۲۳)

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے استاذ ہیں بلکہ آپ نے ان سے شریعت وطریقت دونوں علوم حاصل کیے۔آپ بے حد متقی اور مستجاب الدعوات تھے۔آپ کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ کبھی بلا وضو حدیث روایت نہیں کرتے۔علما نے فرمایا ہے کہ جس طرح حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ طریقت میں حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ کے مجاز اور خلیفہ ہیں اسی طرح آپ امام اعظم کے بھی مجاز اور خلیفہ ہیں۔اوراسی طرح امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی طریقت میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔آپ نے سلوک وطریقت کے مراحل امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سال میں طئے کئے ہیں پھر فرمایا ہے:لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ۔اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا۔(امام اعظم،ص:۲۳۶)شریعت وطریقت میں کامل ہونے کے بعد امام اعظم نے گوشہ نشین ہونے کا ارادہ فرمایا لیکن ایک دن پھر آپ کا بخت جاگا اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو گوشہ نشینی کے ترک کا حکم دیا۔چنانچہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:شروع میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشہ نشین ہونے کا

ارادہ فرمالیا تھا کہ دوسری بار پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو حنیفہ! تیری زندگی احیائے سنت کے لئے ہے تو گوشہ نشینی کا ارادہ ترک کردے''۔ آقا و مولیٰ کا یہ فرمان عالی شان سن کر آپ نے گوشہ نشین ہونے کا ارادہ ترک فرمایا۔ (ملخصاً۔ کشف المحجوب، ص:۱۴۶)

آغاز تدریس:۔ اس طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیائے سنت اور ہدایت امت کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے استاذ حضرت امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے مسند علم و فضل پر جلوہ فگن ہوئے۔ امام موفق بن احمد مکی تحریر فرماتے ہیں: جب آپ کے استاذ امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے ان کے بیٹے سے استدعا کی کہ وہ اپنے والد کی مسند پر تشریف لائیں مگر وہ اس عظیم ذمہ داری کے لئے راضی نہ ہوئے۔ آخر کار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گزارش کی گئی تو آپ نے فرمایا، میں نہیں چاہتا کہ علم مٹ جائے اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔ چنانچہ آپ اپنے استاذ مکرم کی مسند پر بیٹھے۔ اہل علم کا ایک بڑا حلقہ آپ کے گرد جمع ہونے لگا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کے لئے علم و فضل کے دروازے کھول دیئے، محبت و شفقت کے دامن پھیلا دیئے، احسان و کرم کی مثالیں قائم فرمادیں اور اپنے شاگردوں کو اس طرح زیور علم سے آراستہ کیا کہ یہ لوگ مستقبل میں آسمان علم و فضل کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکتے رہیں۔ (مناقب الامام الاعظم، ص:۹۵)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان تدریس سنبھالنے کے بعد علم و فضل کے ایسے

نایاب ونادر گوہر لٹائے کہ زمانہ آج بھی اس سے سرشار ہو رہا ہے۔اتنے لوگوں نے آپ کی بارگاہ علم وفیض میں زانوئے ادب تہہ کیا ہے جن کے شمار کو علما نے ناممکن قرار دیا ہے۔چنانچہ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: جن حضرات نے امام اعظم سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا ان کا شمار ناممکن ہے۔بعض ائمہ کا قول ہے کہ کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد نہیں ہوئے جتنے کہ امام اعظم کے ہوئے اور علما اور عوام کو کسی سے اس قدر فیض نہ پہنچا جتنا کہ امام اعظم اور ان کے اصحاب سے ،مشتبہ احادیث کی تفسیر،اخذ کردہ مسائل،جدید پیش آنے والے مسائل اور قضا واحکام میں فائدہ پہنچا۔خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے۔بعض متأخر محدثین نے امام ابو حنیفہ کے تذکرہ میں ان کے شاگردوں کی تعداد تقریبا آٹھ سو لکھی ہے اور ان کے نام ونسب بھی لکھے ہیں۔(الخیرات الحسان،ص:۸۴) حافظ ابو المحاسن شافعی رحمہ اللہ نے،۹۱۸/لوگوں کے نام بقید نام ونسب لکھے ہیں جو امام صاحب کے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے۔(امام اعظم،ص:۲۷۶،بحوالہ،سیرۃ النعمان،ص:۳۱۹) امام اعظم کے شاگردوں میں محدث،فقیہ،مفتی،قاضی،حتی کہ مجتہد بھی موجود ہیں۔چنانچہ حضرت امام ابو یوسف،امام محمد اور امام زُفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین درجۂ اجتہاد پر فائز ہیں۔ایک موقع پر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص شاگردوں کے متعلق فرمایا:"یہ میرے ،۳۶/اصحاب ہیں جن میں سے،۲۸/میں قاضی بننے کی پوری اہلیت ہے اور چھ افراد میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے جبکہ میرے دو شاگرد امام ابو یوسف اور امام زفر یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ قاضیوں اور مفتیوں کو مہذب اور مؤدب بنائیں۔(حیات امام ابو حنیفہ،ص:۳۵۱)

امام اعظم کی علمی عظمت ورفعت :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو علمی عظمت ورفعت عطا فرمائی ہے وہ بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی۔امام موفق بن احمد مکی تحریر فرماتے ہیں: آپ (امام اعظم) نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھول کر آپ کے جسم اقدس کی ہڈیاں اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگئی۔خوابوں کی تعبیر کے بہت بڑے عالم جلیل القدر تابعی امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا''اس خواب کا دیکھنے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث اور سنتوں کو دنیا میں پھیلائے گا اوران سے ایسے مسائل بیان کرے گا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا''اس اشارۂ غیبی سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی اوراس خواب کی تعبیر اس طرح عملی طور پر سامنے آئی کہ آپ نے سارے عالم اسلام کو احادیث نبوی کے معارف سے آگاہ فرمایا اور ایسے مسائل بیان کئے جن سے عقل حیران ہوئی۔(مناقب الامام الاعظم،ص:۹۱) علامہ ابن حجر مکی شافعی نے الخیرات الحسان میں خطیب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف نے فرمایا: حدیث کی تفسیر اور حدیث میں جہاں جہاں فقہی نکات ہیں ان کا جاننے والا میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔میں نے جب کبھی ان کا خلاف کیا پھر غور کیا تو ان کا مذہب آخرت میں زیادہ نجات دہندہ نظر آیا۔ایک بار حضرت امام اعظم ،حضرت سلیمان اعمش کے یہاں تھے۔امام اعمش سے کسی نے کچھ مسائل دریافت

کئے۔انھوں نے امام اعظم سے پوچھا،آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت امام اعظم نے ان سب کے حکم بیان فرمائے۔امام اعمش نے پوچھا،کہاں سے یہ کہتے ہو،فرمایا،آپ ہی کی بیان کردہ ان احادیث سے اور ان احادیث کو مع سندوں کے بیان کردیا۔ امام اعمش نے فرمایا۔بس بس، میں نے آپ سے جتنی حدیثیں سودن میں بیان کیں آپ نے وہ سب ایک دن میں سناڈالی۔میں نہیں جانتا تھا کہ آپ ان احادیث پر عمل کرتے ہیں۔**یا معبنر الفقها انتم الاطباء ونحن الصیادلةوانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین** (اے فقہا کی جماعت! آپ لوگ عطار ہیں اور ہم دوا فروش مگر اے ابو حنیفہ! تم نے تو دونوں کنارے گھیر لئے۔ ت، مصباحی)۔(مقدمہ نزہتہ القاری۔ج:ا۔ص:۱۵۵،۱۵۶)حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رقم طراز ہیں:حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا"**یا رسول اللہ این اطلبک** "اے اللہ کے رسول آپ کو(روز قیامت) کہاں تلاش کروں؟"**قال عند علم ابی حنیفة** "فرمایا ابوحنیفہ کے علم میں (یا) ان کے جھنڈے کے پاس۔.... حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں مسجد نبوی شریف کے مؤذن حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارک کے سرہانے سویا ہوا تھا۔خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بزرگ کو آغوش میں بچے کی طرح لئے ہوئے بابِ شیبہ سے داخل ہورہے ہیں۔میں نے فرط محبت میں دوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ میں اس حیرت وتعجب میں تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ حضور کو اپنی معجزانہ شان سے میری باطنی حالت کا اندازہ ہوا تو حضور نے فرمایا یہ تمہارے امام ہیں جو تمہاری ہی ولایت کے ہیں۔ یعنی ابوحنیفہ۔ اس خواب سے یہ بات منکشف ہوئی کہ آپ کا اجتہاد حضور اکرم کی متابعت میں بے خطا ہے اس لئے کہ وہ حضور کے پیچھے خود نہیں جارہے تھے بلکہ حضور خود انھیں اٹھائے لئے جارہے تھے۔ کیونکہ وہ باقی الصفت یعنی تکلف وکوشش سے چلنے والے نہیں تھے بلکہ فانی الصفت اور شرعی احکام میں باقی وقائم تھے۔ جس کی حالت باقی الصفت ہوتی ہے وہ خطا کار ہوتا ہے یا راہ یاب۔ لیکن جب انھیں لے جانے والے حضور خود ہیں تو وہ فانی الصفت ہوکر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفت بقا کے ساتھ قائم ہوئے چونکہ حضور سے خطا کے صدور کا امکان ہی نہیں اس لئے جو حضور کے ساتھ قائم ہو اس سے خطا کا امکان نہیں۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے۔ (کشف المحجوب، ص:۱۴۹،۱۵۰)

امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: امام مجتہد مطلق عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مزار مبارک امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز صبح پڑھائی، دعائے قنوت نہ پڑھی، نہ بسم اللہ و آمین جہر سے کہے نہ غیر تحریمہ میں رفع یدین فرمایا، انہوں نے خود اپنا مذہب ترک کیا اور عذر بھی بیان فرمایا کہ مجھے ان امام اجل سے شرم آئی کہ ان کے سامنے ان کا خلاف کروں۔

(فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۳۶۹)

اسی میں ہے: امام عبدالوہاب شعرانی شافعی اپنے پیرومرشد حضرت سیدی علی خواص

شافعی سے راوی کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا کے کشف کے سوا کسی کے علم کی وہاں تک رسائی معلوم نہیں ہوتی۔

(فتاوی رضویہ، ج:۱،ص:۳۸۹،۳۹۰)

امام اعظم کا کشف ومشاہدہ:۔ اولیائے کرام کا ایک روحانی وصف کشف ومشاہدہ ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کے صدقہ وطفیل حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وصف سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپ جس کے لئے جو بات ارشاد فرمادیتے وہ ہوکر رہتی۔ کتب تواریخ میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔ تاریخ بغداد میں ہے: امام ابو یوسف رحمہ اللہ بہت غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی والدہ اکثر انھیں درس سے اٹھا کر لے جاتی تھیں تا کہ کچھ کما کر لائیں۔ ایک دن امام اعظم نے ان کی والدہ سے فرمایا ”تم اسے علم سیکھنے دو، میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن یہ روغن پستہ کے ساتھ فالودہ کھائے گا“۔ یہ سن کر وہ بڑ بڑاتی ہوئی چلی گئیں۔ مدت بعد ایک دن خلیفہ ہارون رشید کے دسترخوان پر فالودہ پیش ہوا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ خلیفہ نے کہا، فالودہ اور روغن پستہ، یہ سن کر آپ ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، تو مذکورہ واقعہ بیان فرمایا۔ خلیفہ نے کہا، علم، دین ودنیا میں عزت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحمت فرمائے، وہ باطن کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ (امام اعظم، ص:۱۲۸،۱۲۹) امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ

جب وضو کا پانی دیکھتے، لوگوں کے وضو کرنے میں گناہ صغیرہ وکبیرہ اور مکروہ جو جو کچھ ڈھل کر اس میں گرا سب پہچان لیتے۔اسی لئے امام نے ماء مستعمل کے تین حکم رکھے۔ایک یہ کہ نجاست غلیظہ ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ استعمال کرنے والے نے کوئی گناہ کبیرہ کیا ہو۔دوم نجاست خفیفہ ہے، یہ اس صورت میں کہ گناہ صغیرہ کا دھوون ہو۔سوم پاک ہے مگر پاک نہیں کرسکتا، یہ اس صورت میں کہ مکروہ کا غسالہ ہو۔امام اعظم کے مقلدین نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ تینوں حکم ہر حال میں ہیں، حالانکہ وہ مختلف احوال پر ہیں۔میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے: اللہ تعالیٰ، امام اعظم اور ان کے ماننے والوں سے راضی ہو اور ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے نجاست کی دو قسمیں کیں، غلیظہ اور خفیفہ۔کیوں کہ گناہ دو ہی قسم کے ہیں، کبیرہ اور صغیرہ۔امام عبد الوہاب شعرانی میزان میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، آدمی کو کشف حاصل ہو تو لوگوں کے وضو وغسل کے پانی کو نہایت گھنونا اور بدبودار پائے تو کبھی اس سے طہارت حاصل کرنے کو اس کا دل نہ چاہے۔جیسے تھوڑے پانی میں کتا یا بلی مرجائے تو انسان کا دل ہرگز اس سے طہارت حاصل کرنے کو نہ چاہے۔امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے ان سے عرض کی کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف، ماء مستعمل کو نجس وناپاک مانتے ہیں کیوں کہ وہ کشف والے تھے، فرمایا ہاں دونوں اعظم اہل کشف سے تھے۔امام اعظم جب لوگوں کا آب وضو دیکھتے، بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو ڈھل کر پانی میں گرے اور جدا جدا جان لیتے

کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے، یہ صغیرہ کا، یہ مکروہ کا ہے یہ خلاف اولیٰ کا، بلا تفاوت اسی طرح جیسے کوئی اجسام کا مشاہدہ کرے۔ایک روایت میں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد جامع کوفہ کے حوض پر تشریف لے گئے،ایک جوان وضو کررہا تھا،اس کا پانی جو ٹپکا،امام نے اس پر نظر فرمائی،جوان سے فرمایا اے میرے بیٹے!ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر،اس نے فوراعرض کی میں اللہ عزوجل کی طرف اس سے توبہ کرتا ہوں۔ایک اور شخص کا غسالہ دیکھ کر آپ نے فرمایا اے بھائی!زنا سے توبہ کر،اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ایک اور شخص کا غسالہ دیکھ کر آپ نے فرمایا،شراب پینے اور مزامیر سننے سے توبہ کر،اس نے کہا میں تائب ہوا۔

(فتاوی رضویہ،ج:۱،ص:۲۴۵)

امام اعظم کا زہد وتقویٰ:۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:میں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زائد متقی کسی کو نہ دیکھا۔تم ایسے شخص کی کیا بات کرتے ہو جس کے سامنے کثیر مال پیش کیا گیا اوراس نے اس مال کو نگاہ اٹھا کر دیکھا بھی نہیں۔اس پر اسے کوڑوں سے مارا گیا مگر اس نے صبر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مصائب کو برداشت کیا مگر مال ومتاع قبول نہ کیا بلکہ دوسروں کی طرح (جاہ ومال دنیا کی) کبھی تمنا اور آرزو بھی نہ کی حالانکہ لوگ ان چیزوں کے لئے سوسو جتن اور حیلے کرتے ہیں۔بخدا آپ ان تمام علما کے برعکس تھے جنھیں ہم مال وانعام کے لئے دوڑتا دیکھتے ہیں۔یہ لوگ دنیا کے طالب ہیں اور دنیا ان سے بھاگتی ہے۔جبکہ امام اعظم رحمہ اللہ وہ تھے کہ دنیا ان کے پیچھے آتی تھی اور

آپ اس سے دور بھاگتے تھے۔ (مناقب الامام الاعظم، ص:۲۲۸) یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا مگر میں نے ان میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زائد نہ تو کسی کو متقی پایا اور نہ اپنی زبان کا حفاظت کرنیوالا۔ (الخیرات الحسان، ص:۱۴۰)

شقیق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم ایک دن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک چھت سے ایک سانپ آپ کے سر پر لٹکتا دکھائی دیا۔ سانپ دیکھ کر لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی، سانپ سانپ کہہ کر سب بھاگے۔ مگر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور نہ ہی ان کے چہرے پر کوئی پریشانی کے آثار نظر آئے، ادھر سانپ سیدھا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں آ گرا۔ آپ نے ہاتھ سے جھٹک کر اسے ایک طرف پھینک دیا مگر خود اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور پختہ اعتماد ہے۔ (نفس مصدر، ص:۲۸۴) علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پوری رات عبادت کرنا اور تہجد پڑھنا تواتر سے ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کثرت قیام کی وجہ سے آپ کو وتد یعنی کیل کہا جاتا تھا۔ آپ تیس سال تک ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھتے رہے اور آپ کے بارے مروی ہے کہ آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز چالیس سال تک پڑھی۔ (الخیرات الحسان، ص:۱۱۷) امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام رات عبادت کرنے کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ ایک بار آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ

راستے میں آپ نے کسی شخص کو یہ کہتے سنا ''یہ امام ابوحنیفہ ہیں جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور سوتے نہیں''۔آپ نے امام ابویوسف رحمہ اللہ سے فرمایا،سبحان اللہ! کیا تم خدا کی شان نہیں دیکھتے کہ اس نے ہمارے لئے اس قسم کا چرچا کر دیا،اور یہ کیا بری بات نہیں کہ لوگ ہمارے متعلق وہ بات کہیں جو ہم میں نہ ہو،لہذا ہمیں لوگوں کے گمان کے مطابق بننا چاہیئے۔خدا کی قسم! میرے بارے میں لوگ وہ بات نہیں کہیں گے جو میں نہیں کرتا۔چنانچہ آپ تمام رات عبادت ودعا اور آہ وزاری میں گزارنے لگے۔(نفس مصدر،ص:۱۱۸)امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں،امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت ایک قرآن پاک نوافل میں ختم کیا کرتے تھے۔رمضان المبارک میں ایک قرآن صبح اور ایک قرآن عصر کے وقت ختم فرمایا کرتے تھے اور عام طور پر رمضان کے دوران باسٹھ(۶۲) بار قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے۔(مناقب الامام الاعظم،ص:۲۴۹)امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچپن حج کئے۔آخری حج میں کعبہ شریف کے مجاوروں سے اجازت لے کر کعبہ کے اندر چلے گئے اور وہاں آپ نے دو رکعت میں پورا قرآن اس طرح تلاوت کیا کہ پہلی رکعت میں دائیں پاؤں پر زور رکھا اور بائیں پاؤں پر دباؤ نہیں دیا۔اس حال میں نصف قرآن تلاوت کیا پھر دوسری رکعت میں بائیں پاؤں پر زور رکھا اگرچہ دوسرا پاؤں بھی زمین پر تھا مگر اس پر وزن نہیں دیا۔اس طرح آپ نے بقیہ نصف قرآن کی تلاوت مکمل کی۔نماز کے بعد روتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی،''اے میرے رب! میں نے تجھے پہچانا ہے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے لیکن میں تیری ایسی عبادت

نہ کر سکا جیسا کہ عبادت کا حق تھا، مولا تو میری خدمت کی کمی کو معرفت کے کمال کی وجہ سے بخش دے'' تو غیب سے آواز آئی ''اے ابو حنیفہ! تم نے ہماری معرفت حاصل کی اور خدمت میں خلوص کا مظاہرہ کیا اس لئے ہم نے تمہیں بخش دیا اور قیامت تک تمہارے مذہب پر چلنے والوں کو بھی بخش دیا''۔ سبحان اللہ!

(الخیرات الحسان، ص:۱۲۲)

امام اعظم ائمہ کی نظر میں :۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل، عقل و ذہانت، زہد و تقویٰ، محدثانہ عظمت اور آپ کی بے مثال فقاہت کے بارے میں جلیل القدر ائمہ دین و محدثین کرام اور اولیائے عظام کے ارشادات ملاحظہ کریں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری فرماتے ہیں: امام طریقت امام الائمہ، مقتدائے اہل سنت، شرف فقہا، عز علما، سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت خزازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... عبادات و مجاہدات اور طریقت کے اصول میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں۔ (کشف المحجوب، ص:۱۴۶) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: امام اجل سفیان ثوری نے ہمارے امام سے کہا، آپ کو وہ علم کھلتا ہے جس سے ہم سب غافل ہوتے ہیں۔ اور فرمایا، ابو حنیفہ کا خلاف کرنے والا اس کا محتاج ہے کہ ان سے مرتبہ میں بڑا اور علم میں زیادہ ہو اور ایسا ہونا نادر ہے۔ امام شافعی نے فرمایا، تمام جہان میں کسی کی عقل، ابو حنیفہ کے مثل نہیں۔ امام علی بن عاصم نے کہا، اگر ابو حنیفہ کی عقل تمام روئے زمین کے نصف آدمیوں کی عقلوں سے تولی جائے، ابو حنیفہ کی عقل غالب آئے۔ امام ابو بکر بن حبیش نے کہا، اگر ان کے تمام اہل زمانہ کی مجموع عقلوں کے ساتھ وزن

کریں تو ایک ابوحنیفہ کی عقل ان تمام ائمہ اکابر و مجتہدین و محدثین و عارفین میں سب کی عقل پر غالب آئے۔امام عبدالوہاب شعرانی شافعی اپنے پیرومرشد سیدی علی خواص شافعی سے راوی کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا کے کشف کے سوا کسی کے علم کی وہاں تک رسائی معلوم نہیں ہوتی۔(فتاوی رضویہ،ج:۱،ص:۳۸۹،۳۹۰)

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک ملاقات میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سے خوش ہوئے،ان کی پیشانی کو چوما اورانہیں اپنے سینے سے لگالیا(مناقب الامام الاعظم،ص:۱۲۶)دوسرے موقع پر فرمایا ابوحنیفہ کے پاس ظاہری علوم کے خزانے ہیں اور ہمارے پاس باطنی اور روحانی علوم کے ذخائر ہیں۔

(مناقب الامام الاعظم،ص:۱۹۲)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:اۓ ابوحنیفہ!میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے نانا جان رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتیں زندہ کروگے.... تمہاری رہنمائی سے لوگوں کو صحیح راستہ ملے گا،تمھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق حاصل ہوگی کہ زمانے بھر کے علمائے ربانی تمہاری وجہ سے صحیح مسلک اختیار کریں گے(مناقب الامام الاعظم،ص:۵۴)امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ذہین عالم تھے کہ اگر وہ یہ دعویٰ کرتے کہ یہ ستون سونے کا بنا ہوا ہے تو وہ دلائل سے ثابت کر سکتے تھے کہ واقعی سونے کا ہے۔وہ فقہ میں نہایت بلند مقام پر فائز تھے۔(مناقب الامام الاعظم،ص:۳۱۸)امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:جو شخص دین کی سمجھ حاصل کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ امام

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے شاگردوں سے فقہ سیکھے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام اعظم کے بچے ہیں (نفس مصدر،ص:۳۲۲) لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں ،میں نے ان سے زائد فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔جس نے امام اعظم کی کتب میں غور وفکر نہ کی ،نہ وہ علم میں ماہر ہوسکتا ہے اور نہ ہی فقیہ بن سکتا ہے۔(الخیرات الحسان ،ص:۱۰۳) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم فرمائے وہ بے پناہ پرہیز گار تھے۔انھیں منصب قضاۃ قبول نہ کرنے پر حکمرانوں نے کوڑے لگائے مگر وہ صبر واستقلال کے ساتھ انکار کرتے رہے (نفس مصدر،ص:۲۱۵) حضرت محمد بن بشر لکھتے ہیں : میں سفیان ثوری کے پاس حاضر ہوا۔انھوں نے پوچھا،کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کی ،امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے۔فرمایا، یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے۔ (تبییض الصحیفہ ،ص:۲۱) حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری رائے ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیبا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ میری رائے ہے (نفس مصدر،ص:۲۰) امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے (نفس مصدر،ص:۳۴) امام شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابوحنیفہ ہم نشین اور ساتھی ہیں۔ (امام اعظم ،ص:۳۱۱،بحوالہ سیرت النعمان،ص:۵۱)

آپ کو امام ابوحنیفہ کے وصال کی خبر ملی تو فرمایا۔انا للہ وانا الیہ

راجعون۔افسوس! کوفہ سے علم کی روشنی بجھ گئی۔اب ان جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔(مناقب الامام اعظم،ص:۳۶۲)امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرا تمام علم فقہ،امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم فقہ کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے دریائے فرات کی موجوں کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی نہر ہو....میں نے احادیث کی تفسیر کرنے میں امام اعظم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔(نفس مصدر،ص:۳۴۷) امام ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم حدیث کے بڑے مجتہدین میں سے ہیں۔اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ ان کے مذہب پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ردوقبول میں ان پر اعتبار کیا جاتا ہے(امام اعظم ص:۳۱۳ بحوالہ مقدمہ ابن خلدون) امام ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام اعظم ہیں،فقیہ عراق ہیں۔(تذکرۃ الحفاظ،ج:۱،ص:۱۵۸)

امام اعظم کا وصال:۔امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال،۲؍شعبان المعظم ۱۵۰ھ میں ہوا۔شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے ،حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخ یوں بیان کی ہے:

۱۴۶ھ میں بغداد کو دارالسلطنت بنانے کے بعد منصور نے حضرت امام اعظم کو بغداد بلوایا۔منصور انھیں شہید کرنا چاہتا تھا۔مگر جواز قتل کے لئے ایک بہانہ کی تلاش تھی۔اسے معلوم تھا کہ حضرت امام میری حکومت کے کسی عہدے کو قبول نہ کریں گے۔اس نے حضرت امام کی خدمت میں عہدۂ قضا پیش کیا۔امام صاحب نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ میں اس کے لائق نہیں۔منصور نے جھنجھلا کر کہا تم جھوٹے

ہو۔امام صاحب نے کہا۔کہ اگر میں سچا ہوں تو ثابت کہ میں عہدۂ قضا کے لائق نہیں جھوٹا ہوں تو بھی عہدۂ قضا کے لائق نہیں اس لئے کہ جھوٹے کو قاضی بنانا جائز نہیں۔اس پر بھی منصور نہ مانا اور قسم کھا کر کہا کہ تم کو قبول کرنا پڑے گا۔امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز نہیں قبول کروں گا۔ربیع نے غصے سے کہا ابو حنیفہ تم امیر المؤمنین کے مقابلے میں قسم کھاتے ہو۔امام صاحب نے فرمایا۔ہاں یہ اس لئے کہ امیر المؤمنین کو قسم کا کفارہ ادا کرنا بہ نسبت میرے زیادہ آسان ہے۔اس پر منصور نے جُزبُز ہو کر حضرت امام کو قید خانے میں بھیج دیا۔اس مدت میں منصور حضرت امام کو بلا کر اکثر علمی مذاکرات کرتا رہتا تھا۔بغداد چونکہ دارالسلطنت تھا۔اس لئے تمام دنیائے اسلام کے علما،فقہا،امراء،تجار،عوام،خواص بغداد آتے تھے حضرت امام کا غلغلہ پوری دنیا میں گھر گھر پہنچ چکا تھا۔قید نے ان کی عظمت اور اثر کو بجائے کم کرنے اور زیادہ بڑھا دیا۔جیل خانے ہی میں لوگ جاتے اور ان سے فیض حاصل کرتے۔حضرت امام محمد اخیر وقت تک قید خانے میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔منصور نے جب دیکھا کہ یوں کام نہیں بنا تو خفیہ زہر دلوا دیا۔جب حضرت امام کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو خالق بے نیاز کی بارگارہ میں سجدہ کیا۔سجدے ہی کی حالت میں روح پرواز کر گئی۔ع

جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو۔

وصال کی خبر بجلی کی طرح پورے بغداد میں پھیل گئی۔جو سنتا بھگا ہوا چلا آتا۔قاضی بغداد عمارہ بن حسن نے غسل دیا۔غسل دیتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے واللہ!تم

سب سے بڑے فقیہ سب سے بڑے عابد سب سے بڑے زاہد تھے۔تم میں تمام خوبیاں جمع تھیں۔تم نے اپنے جانشینوں کو مایوس کردیا ہے کہ وہ تمہارے مرتبے کو پہنچ سکیں۔غسل سے فارغ ہوتے ہوئے جم غفیر اکٹھا ہوگیا۔پہلی بار نماز جنازے میں پچاس ہزار کا مجمع شریک تھا۔اس پر بھی آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔چھ بار نماز جنازہ ہوئی۔اخیر میں حضرت امام کے صاحبزادے، حضرت حماد نے نماز جنازہ پڑھائی ۔عصر کے قریب دفن کی نوبت آئی۔حضرت امام نے وصیت کی تھی کہ انھیں خیزران کے قبرستان میں دفن کیا جائے اس لئے کہ یہ جگہ غصب کردہ نہیں تھی اسی کے مطابق اس کے مشرقی حصے میں مدفون ہوئے۔دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ حضرت امام کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ایسے قبول عام کی مثال پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے.... حضرت امام کا مزار پُرانوار اس وقت سے لیکر آج تک مرجع عوام وخواص ہے۔حضرت امام شافعی نے فرمایا: میں امام ابوحنیفہ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں۔روزانہ انکے مزار کی زیارت کو جاتا ہوں۔ جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو ان کے مزار کے پاس دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کرتا ہوں تو مراد پوری ہونے میں دیر نہیں لگتی۔.... حضرت امام کا وصال اسّی (۸۰) سال کی عمر میں شعبان کی دوسری تاریخ کو ۱۵۰ھ میں ہوا۔ (مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱،ص:۱۶۲،۱۶۳،۱۶۴)

واضح ہو کہ آپ کی عمر مبارک، ۸۰ رسال اس صورت میں ہوگی جب آپ کی تاریخ ولادت، ۷۰ھ مانی جائے ورنہ مشہور قول میں آپ کی عمر مبارک، ۷۰ رسال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوم

امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان وقلم سے صادر

حیرت انگیز مسائل وواقعات

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنی خداداد صلاحیت واستعداد اور غیر معمولی ذہانت وفطانت کی بنیاد پر آن واحد میں ایسے ایسے پیچیدہ اور لا ینحل مسائل کو حل فرمادیتے کہ دوسرے محدثین وفقہا ان مسائل میں مہینوں غور وخوض کے بعد بھی کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ پاتے، پھر امام اعظم کا جواب سن کر ان کی فقہی بصیرت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ پاتے۔ علما نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اڑتیس ہزار غیر منصوص مسائل کو اصول اربعہ، قرآن وحدیث، اجماع امت اور قیاس شرعی کی روشنی میں حل فرما کر امت مسلمہ مرحومہ پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ امت اس عبقری امام کیلئے جتنی بھی دعائے خیر کرے کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علما ومحدثین اور جلیل القدر اولیائے کرام نے ارشاد فرمایا ہے: امت مسلمہ پر ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر دعا میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کرے اور آپ کی بارگاہ عالیہ میں خراج عقیدت پیش کرے۔

قارئین کی ضیافت طبع کیلئے ہم کچھ ایسے ہی حیرت انگیز مسائل وواقعات کو تحریر کر رہے ہیں جنھیں پڑھ کر یقیناً قارئین کے مشام جاں معطر ہو جائیں گے، دل ودماغ کے بند دریچے کھل جائیں گے، روح کو تروتازگی اور بالیدگی حاصل ہوگی، حرارت ایمانی کو مزید سرعت ملے گی اور علمی وفقہی بصیرت میں عروج وکمال پیدا ہوگا۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن نُجیم رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''الاشباہ والنظائر فی الفقہ الحنفی'' سے ہم کچھ مسائل درج کر رہے ہیں:

(۱) سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے یہ کہا ہو کہ ''میں جنت کی امید نہیں رکھتا، اور عذاب سے نہیں ڈرتا، اور نہ خدا سے

ڈرتا ہوں، مردار کھاتا ہوں، اور بغیر قرأت ورکوع وسجود کے نماز پڑھتا ہوں، اور بغیر دیکھے گواہی دیتا ہوں، اور حق سے بغض رکھتا ہوں، اور فتنہ کو پسند کرتا ہوں، آپ نے اپنے شاگردوں سے کہا، اس شخص کی ان باتوں کا کیا جواب ہے؟ تو آپ کے شاگردوں نے کہا کہ اس شخص کا معاملہ تو بہت مشکل ہے۔ پھر آپ نے اس شخص کی باتوں کا جواب اس انداز میں دیا: ''یہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا صرف اللہ کی ذات کی امید رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے دوزخ سے نہیں۔ اور وہ اللہ سے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عذاب میں کسی پر ظلم کرے۔ وہ مچھلی اور ٹڈی کھاتا ہے، اور نماز جنازہ پڑھتا ہے، اور توحید کی گواہی دیتا ہے، موت سے بغض رکھتا ہے حالانکہ وہ حق ہے، مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ فتنہ ہے، آپ کے جوابات سن کر وہ شخص اٹھا اور آپ کے سر کو چوما اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علم کے سمندر ہیں۔ (الاشباہ والنظائر، ص: ۴۱۳، ۴۱۴، الفن السابع الحکایات والمراسلات)

(۲) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لائے تو لوگوں کا ایک عظیم مجمع جمع ہوگیا، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے گئے، حضرت قتادہ نے کہا، مجھ سے کوئی فقہ کا سوال پوچھیں۔ امام اعظم کھڑے ہو گئے اور فرمایا، جو شخص سفر پر جائے اور پھر اس کی کوئی خبر نہ ملے تو اس کی بیوی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انھوں نے وہی بات کہی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی۔ کہ وہ عورت چار سال تک انتظار کرے اس دوران اس کا شوہر واپس آ گیا تو ٹھیک ورنہ وہ عورت عدت وفات گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ آپ نے پوچھا، اگر اس کا

شوہر (اس عورت کے دوسرے سے نکاح کر لینے کے بعد) واپس آجائے اور کہے کہ تم نے نکاح کر لیا حالانکہ میں زندہ ہوں۔ اور اس کا دوسرا شوہر کہے کہ تم نے مجھ سے نکاح کر لیا حالانکہ تمہارا شوہر ہے۔ تو یہ عورت کیا کرے گی اور وہ کس کی بیوی کہلائے گی اور اس کے ساتھ کون لعان کرے گا؟ تو حضرت قتادہ ناراض ہو گئے اور کہا، میں تمہارا کوئی جواب نہ دوں گا۔ (الاشباہ والنظائر، ص:۴۱۴، الفن السابع الحکایات والمراسلات)

(۳) ایک دن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک باغ میں تفریح کیلئے گئے۔ تو راستے میں قاضی ابن ابی لیلیٰ اپنے خچر پر سوار مل گئے، اور وہ بھی ساتھ چلنے لگے، تو کچھ ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے جو گا رہی تھیں، وہ عورتیں آپ لوگوں کو دیکھ کر چُپ ہو گئیں، تو امام اعظم نے کہا، تم سب نے اچھا کیا۔ تو قاضی ابن ابی لیلیٰ نے اپنا رجسٹر دیکھا تو اس میں ایک قضیہ (کیس) پایا جس میں امام اعظم کی گواہی تھی، تو آپ نے امام اعظم کو بلایا، تا کہ وہ اس کیس کی گواہی دیں، جب آپ نے گواہی دی تو قاضی نے آپ کی گواہی ساقط کر دی۔ اور کہا، کہ آپ نے گانے والیوں سے کہا تھا کہ تم نے اچھا کیا، تو امام اعظم نے فرمایا کہ میں نے کب کہا تھا، جب وہ چپ ہو گئی تھیں یا جب وہ گا رہی تھیں؟ قاضی نے کہا کہ جب وہ چپ ہو گئی تھیں، تو امام نے کہا، میری مراد تھی کہ تم نے چپ ہو کر بہت اچھا کیا۔ یہ سنتے ہی قاضی نے آپ کی گواہی خاموشی سے قبول کر لی۔ (الاشباہ والنظائر، ص:۴۱۴، الفن السابع الحکایات والمراسلات)

(۴) کوفہ میں ایک امیر شخص نے بڑی دھوم دھام سے اپنی دو بیٹیوں کا دو سگے بھائیوں سے نکاح کیا۔ رات کو غلطی سے دلہنیں بدل گئیں یعنی ایک بھائی کی منکوحہ

دوسرے کے پاس اور دوسرے کی منکوحہ پہلے کے پاس چلی گئی۔دونوں نے شب باشی کی۔صبح ہوئی تو یہ راز فاش ہوا اور ہر ایک کو سخت پریشانی ہوئی۔ولیمہ کی دعوت میں اکابر علما مدعو تھے۔میزبان نے یہ مسئلہ علما کی خدمت میں پیش کیا۔حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا،''ہر شخص نے جس سے وطی کی ہے اسے مہر دے اور پھر اپنی زوجہ واپس لے اور دوسری مرتبہ اسے مہر دے۔اس سے ان کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا''۔امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ،امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس مسئلہ کا حل پوچھا۔آپ نے ان دونوں بھائیوں کو جن کا نکاح ہوا تھا علیحدہ علیحدہ بلایا اور ان سے پوچھا کہ رات جو لڑکی تمہارے ساتھ رہی،اگر وہی تمہارے نکاح میں رہے تو کیا تمہیں پسند ہے؟ ہر ایک نے کہا،ہاں مجھے پسند ہے۔تو آپ نے فرمایا،تم دونوں اپنی اپنی بیوی کو یعنی جس سے تمہارا نکاح ہوا،اسے طلاق دے دو اور پھر جس سے وطی کی ہے اس سے نکاح کرلو۔شرعا مسئلہ کا وہ حل بھی ٹھیک تھا جو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بتایا مگر اس سے کئی خرابیاں پیدا ہوتیں۔ایک تو دل میں اس سے تعلق برقرار رہتا جس سے وطی کی اور دوسری یہ بات غیرت،حمیت کے خلاف ہوتی اور اس طرح ازدواجی رشتہ مستحکم بنیاد پر قائم نہ ہوتا۔امام اعظم نے مصلحت وحکمت پر مبنی حل بتایا جس سے لوگ عش عش کر اٹھے۔امام مسعر رحمہ اللہ اٹھ کر امام اعظم کی پیشانی چوم لی اور فرمایا''لوگو! مجھے اس شخص کی محبت میں ملامت کرتے ہو مگر آج اس شخص نے مجھے اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کو بھی مطمئن کر دیا ہے،اللہ اسے خوش رکھے۔(الاشباہ والنظائر،ص:۴۱۵،الفن السابع الحکایات والمراسلات)

(۵) خطیب الخوارزمی نے یہ حکایت بیان کی ہے: کلب روم (روم کا بادشاہ) نے اپنے قاصد کے ہاتھوں بہت سامال دے کر خلیفۃ المسلمین کے پاس بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ وہ علما سے تین مسئلہ پوچھے، اگر وہ جواب دے دیں تو سب مال ان پر خرچ کر دو اور اگر جواب نہ دیں تو مسلمانوں سے خراج (ٹیکس) طلب کرو۔ اس نے علما سے سوالات کیئے مگر کسی نے بھی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ اور امام اعظم ان دنوں کمسن تھے اور اپنے والد کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھے، تو آپ نے رومی کے سوالوں کے جوابات دینے کی اجازت مانگی، آپ کو اجازت نہیں ملی، تو آپ کھڑے ہو گئے اور خلیفہ سے اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی۔ اور رومی ممبر پر بیٹھا تھا، تو آپ نے اس سے کہا، کیا آپ سائل ہیں؟ کہا، ہاں، آپ نے فرمایا، تو پھر ممبر سے نیچے اتریئے آپ کی جگہ نیچے ہے اور میری جگہ اوپر، تو رومی نیچے اتر گیا اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر پر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا، پوچھو، تو رومی نے پہلا سوال کیا کہ بتاؤ اللہ تعالیٰ سے پہلے کون سی چیز تھی؟ آپ نے فرمایا، کیا تم عدد (گنتی) جانتے ہو؟ کہا، ہاں، فرمایا، بتاؤ ایک سے پہلے کیا ہے؟ رومی نے کہا، ایک، وہی تو پہلا ہے اس سے پہلے کچھ نہیں۔ تو امام نے فرمایا، جب واحد مجازی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ پھر رومی نے دوسرا سوال کیا، کہ اللہ تعالیٰ کا رخ کدھر ہے؟ امام نے فرمایا، جب تم چراغ جلاتے ہو تو اس کی روشنی کا رخ کدھر ہوتا ہے؟ رومی نے کہا، وہ نور ہے اس کا رخ چاروں طرف برابر ہے۔ تو امام نے کہا، کہ جب نور مجازی جو مستفاد ہے اور زائل ہونے والا ہے اس کا رخ کسی متعین جہت میں نہیں تو آسمان و زمین کے خالق

کا نور جو باقی، دائم اور مفیض ہے اس کی کوئی متعین جہت کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر رومی نے تیسرا سوال کیا، کہ ابھی اللہ تعالیٰ کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا، کہ تم جیسے شکی آدمی کو ممبر سے نیچے اتارا اور مجھ جیسے موحد کو زمین سے ممبر پر بٹھایا، **کل یوم ھو فی شأن** ۔ ہر آن اس کی یہی شان ہے۔ یہ سب جوابات سن کر وہ رومی سارا مال چھوڑ دیا اور روم واپس چلا گیا۔ (الاشباہ والنظائر،ص:۴۱۵،الفن السابع الحکایات والمراسلات)

(۶) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دیئے بغیر تدریس کے لئے بیٹھ گئے، امام اعظم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنے ایک دوسرے شاگرد کو پانچ سوالات اور اس کے جوابات بتا کر امام ابو یوسف کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ ابو یوسف سے یہ سوالات کرنا۔ پہلا سوال کیا کہ بتائیے، ایک آدمی نے دھوبی کو اپنا کپڑا دھلنے کے لئے دیا، جب وہ کپڑا لینے گیا تو دھوبی نے منع کر دیا اور کہا کہ تمہارا کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد دھوبی اس کا کپڑا دھل کر اس کے پاس لے آیا، اب وہ دھوبی اجرت کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، اجرت کا مستحق ہوگا، اس شخص نے کہا، آپ نے غلط کہا۔ تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔ تو بھی اس نے کہا، آپ نے غلط کہا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ حیرت میں پڑ گئے کہ جب دونوں غلط ہے تو پھر صحیح کیا ہے؟ تو اس نے کہا، اگر دھوبی نے وہ کپڑا انکار کرنے سے پہلے دھویا تھا تو اجرت کا مستحق ہوگا، ورنہ نہیں۔ پھر اس نے دوسرا سوال کیا، کہ بتائیے، آدمی نماز میں سنت کے ذریعہ داخل ہوتا ہے یا فرض کے ذریعہ؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، فرض کے ذریعہ۔ اس نے کہا، غلط۔ تو امام

ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، سنت کے ذریعہ۔تو بھی اس نے کہا، غلط۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ حیران ہوئے۔تو اس نے بتایا، دونوں کے ذریعہ سے، اس لئے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور رفع یدین (دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا) سنت ہے۔پھر اس نے تیسرا سوال کیا، کہ بتایئے، ہانڈی چولھے پر تھی جس میں گوشت اور شوربا پک رہا تھا، اسی ہانڈی میں پرندہ گر گیا۔تو گوشت و شوربا کھایا جائے گا یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ کھایا جائے گا۔تو اس نے کہا کہ غلط۔تو پھر آپ نے فرمایا، کہ نہیں کھایا جائے گا۔ تو بھی اس نے کہا کہ غلط۔پھر اس نے کہا، کہ اگر پرندہ گرنے سے پہلے گوشت پک چکا تھا تو گوشت کو تین بار دھل کر کھایا جائے، اور شوربا پھینک دیا جائے، ورنہ پورا پھینک دیا جائے گا۔پھر اس نے چوتھا سوال کیا، کہ بتایئے، ایک مسلمان ہے اس کی ایک بیوی ذِمیہ تھی اور وہ اسی مسلمان سے حاملہ تھی، وہ مر گئی، تو اس کو کس قبرستان میں دفن کیا جائے؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، مسلمانوں کے قبرستان میں۔اس نے کہا، غلط۔تو پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، ذمیوں کے قبرستان میں۔تو بھی اس نے کہا، غلط۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ پریشان ہوئے۔تو اس نے کہا، کہ یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، لیکن اس کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا جائے، یہاں تک کہ بچہ کا چہرہ قبلہ کی جانب ہو جائے۔اس لئے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کا چہرہ اس کی ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔پھر اس نے پانچواں سوال کیا، کہ بتایئے، ایک شخص کی اُمِّ ولد نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا، اور اس کا آقا مر گیا۔تو اس کے آقا سے اس پر عدت واجب ہو گی یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا، واجب

ہوگی۔اس نے کہا، غلط۔تو پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا، واجب نہیں ہوگی۔تب بھی اس نے کہا، غلط۔ پھر اس نے کہا، کہ اگر شوہر نے اس سے دخول کرلیا ہے تو عدت واجب نہیں ہوگی، ورنہ ہوگی۔اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ لوٹ کر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو امام اعظم نے فرمایا کہ انگور پکنے سے پہلے ہی توڑ لیا۔اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص یہ گمان کرلے کہ وہ طلب علم سے بے نیاز ہو گیا تو وہ اپنے پر روئے۔(الاشباہ والنظائر،ص:۴۱۲،الفن السابع الحکایات والمراسلات)

اب کچھ مسائل ''نزہۃ القاری، جامع الاحادیث'' اور علامہ سید شاہ تراب الحق قادری پاکستان کی کتاب ''امام اعظم'' سے نقل کررہے ہیں،سید صاحب نے اپنی کتاب میں ان مسائل کو امام احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ کی عمدہ تصنیف ''الخیرات الحسان'' اور امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''مناقب الامام الاعظم'' سے نقل کیا ہے۔

(۷)ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔اس کی بیوی پانی کا پیالہ اٹھائے آرہی تھی،اس شخص نے کہا کہ اگر تم نے اس پیالے سے پانی پیا تو تجھے تین طلاق،اگر اسے زمین پر گرایا تو تجھے تین طلاق،اور اگر اسے کسی اور کو پینے کے لئے دیا تو بھی تجھے تین طلاق۔جب غصہ رفو ہوا تو خوب پچھتایا اور علما کے پاس دوڑا۔علما نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی مگر جواب نہ بن پڑا۔آخر کار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا،اس پیالہ میں کپڑا ڈال کر بھگولو،اس طرح تمہاری شرط بھی پوری ہو جائے گی اور عورت بھی طلاق سے بچ جائے گی۔

(امام اعظم،ص:۹۶،بحوالہ مناقب الامام الاعظم،الخیرات الحسان)

(۸) ایک دن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک نہایت مغموم اور پریشان شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت! رات کے وقت میرے گھر میں چور داخل ہو گئے، ان سے جس قدر مال اٹھایا جا سکتا تھا وہ اٹھا کر لے گئے۔ چوروں میں ایک کو میں نے پہچان لیا۔ وہ میرے محلے کا رہائشی تھا۔ اس کا مصلیٰ میری مسجد میں ہے اور وہ باقاعدہ نماز پڑھتا ہے۔ اس چور کو بھی معلوم ہو گیا کہ میں نے اسے پہچان لیا ہے، وہ آگے بڑھا اور مجھے رسیوں سے جکڑ لیا، اور مجھ سے قسم لی کہ اگر تم نے میرا نام افشا (ظاہر) کیا تو تیری بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔ پھر اس بات پر بھی حلف لیا کہ اگر تم نے میرا نام بتایا تو میرے گھر کا تمام مال اور سامان غربائے شہر کو تقسیم کرنا ہو گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اس کا نام بھی زبان سے نہ نکالوں، نہ اشارہ کروں، نہ صراحت کروں۔ مجھے ڈر ہے کہ اس قسم اور حلف کے بعد میں نے اگر اس کا نام کسی پر بھی ظاہر کیا تو میری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ میں اس واقعہ کا اللہ کو گواہ بنا کر سچ کہہ رہا ہوں۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اب تم جاؤ اور میرے پاس ایسے شخص کو بھیجو جس پر تمہیں پورا پورا اعتماد ہو۔ اس نے جا کر اپنے بھائی کو بھیجا۔ امام صاحب نے اس کے بھائی سے فرمایا کہ تم حاکم وقت کے پاس جاؤ اور سارا قصہ بیان کرو اور اپنے بھائی کی پریشانی اور مجبوری کا بھی ذکر کرو اور کہو کہ وہ پولیس بھیج دیں۔ پولیس حکم دے کہ مسجد کے دروازے سے تمام نمازی ایک ایک کر کے گزرتے جائیں۔ تم اپنے بھائی کو دروازے پر کھڑا کر دو، ہر ایک آدمی گزرتا جائے اور پولیس پوچھتی جائے کہ یہ تمہارا چور ہے؟ تمہارا بھائی نہیں کہتا جائے لیکن جب اصل چور گزرے تو تمہارا بھائی بالکل خاموش رہے۔

کوئی بات نہ کرے، کوئی اشارہ بھی نہ کرے، اس شخص کو پولیس گرفتار کرے اور حاکم کے سامنے پیش کرے۔ اس طرح امام اعظم کی ذہانت سے اس کی بیوی کو طلاق ہوئے بغیر چور پکڑا گیا اور اس کا چوری شدہ مال بھی واپس مل گیا۔ (نفس مصدر، ص:۹۸)

(۹) ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر کھڑی ہے۔ اس کے شوہر نے جھگڑے کے دوران کہا، اگر تو اوپر چڑھی تو تجھے طلاق ہے اور اگر نیچے اتری تو تجھے طلاق ہے، تو اب آپ فرمائیں کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اس عورت سمیت سیڑھی اٹھا لی جائے اور زمین پر رکھ دی جائے۔ اب عورت جہاں چاہے چلے پھرے، طلاق نہ ہوگی۔ (نفس مصدر، ص:۹۸)

(۱۰) ایک مرتبہ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی کا آدھی رات کے وقت جھگڑا ہو گیا، آپ نے اپنی بیوی کو برا بھلا کہا اور سرزنش کی، جواب میں ناراضگی کے طور پر ان کی بیوی نے ان سے بات کرنا چھوڑ دی، وہ گفتگو کرتے تو وہ چپ رہتی، اور کوئی جواب نہ دیتی۔ صبح ہوئی تو عورت کا رویہ وہی رہا۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ میں کہا، اگر آج رات ختم ہونے تک تم نے مجھ سے بات نہ کی تو تمھیں طلاق ہے۔ وہ بھی بڑی ضدی تھی سارا دن بات نہ کی۔ رات ہوئی تو ان کی بیٹی نے کہا، ابا جان سے کوئی بات کرو تا کہ یہ مصیبت ٹل جائے مگر اس نے پھر بھی بات نہ کی اور خاموش رہی۔ اب امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ مغموم بھی ہوئے۔ وقت گزرنے پر ان کی پریشانی بڑھی کہ ان کی بیوی دن طلوع ہونے پر مطلقہ ہو جائے گی۔ اسی فکر میں خیال آیا، کیوں نہ اپنی اس غلطی اور پریشانی

کا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا جائے۔ چنانچہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنا کر فرمایا، اگر وہ صبح تک میرے ساتھ نہ بولی تو اسے طلاق ہو جائے گی۔ وہ اس طریقہ سے مجھے چھوڑ دینا چاہتی ہے۔ ہم ایک طویل عرصے سے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں اور صاحب اولاد ہیں، آپ ایسا حل بتائیں جس سے معاملہ درست ہو جائے۔ آپ نے فرمایا، تسلی رکھیں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ مشکل سے نکل آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمائے گا۔ آپ نے ایک آدمی کو بلایا اور اسے کہا کہ تم ان کے گھر کے پاس والی مسجد میں طلوع سحر سے پہلے اذان دے آنا۔ اس کے بعد امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر چلے گئے اور مؤذن نے قبل از وقت اذان دے دی۔ عورت نے اذان سن کر کہا، شکر ہے اس بد اخلاق شخص سے جان چھوٹی۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، تم مجھ سے علیحدہ نہیں ہوئی، ابھی صبح ہونے میں کاف وقت ہے۔ یہ تو ایک حیلہ تھا جس سے تم بات کرنے پر رضامند ہو گئی اب تم سے میرا رشتہ قائم رہے گا۔ (نفس مصدر، ص:۹۹، ۱۰۰)

(۱۱) امام لیث بن سعد کہتے ہیں: کہ میں ابو حنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری تمنا اور خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں۔ اتفاق سے میں مکہ میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں اور ایک شخص ان کو یا ابا حنیفہ کہہ کر صدا کر رہا تھا۔ لہٰذا میں نے دیکھا کہ یہ شخص ابو حنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا میں دولت مند ہوں میرا ایک بیٹا ہے۔ میں اس کی شادی کرتا ہوں، روپیہ خرچ کرتا ہوں، وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے، میں اس کی شادی پر کافی روپیہ خرچ کرتا ہوں اور یہ سب ضائع

ہوتا ہے، کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا، تم اپنے بیٹے کو اس بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں۔ وہاں اس کی پسند کی لونڈی خرید لو، وہ تمہاری ملکیت میں رہے، اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کردو، اگر وہ طلاق دے گا باندی تمہاری رہے گی۔ (مقدمہ جامع الاحادیث، ص:۲۶۶)

(۱۲) ایک شخص نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور میں نے ایک قیمتی چیز گھر میں رکھی تھی مگر بھول گیا ہوں اس کے لئے بڑا پریشان ہوں، آپ کوئی تدبیر کریں۔ آپ نے فرمایا، یہ کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں، میں کیا کروں۔ وہ شخص آپ کی بات سن کر رونے لگا اور عرض کی، حضور کوئی تدبیر نکالیں۔ تمام رفقا آپ کے ساتھ اس شخص کے گھر گئے۔ آپ نے فرمایا، تم لوگ بھی اپنی قیمتی چیزیں چھپا کر رکھتے ہو۔ بتاؤ اگر یہ گھر تمہارا ہو تو کس حصہ میں چیز چھپاؤ گے۔ کسی نے کوئی جگہ بتائی، کسی نے کوئی جگہ بتائی، کسی نے ایک جگہ نشان بنایا، کسی نے ایک جگہ لگایا۔ آپ نے بھی ایک جگہ نشان لگایا اور اسے کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہیں سے اس شخص کی قیمتی چیز برآمد ہوگئی۔ (نفس مصدر، ص:۱۱۰، ۱۰۱)

(۱۳) اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، میں نے کچھ رقم ایک جگہ احتیاط سے رکھ دی تھی۔ اب مجھے سخت ضرورت ہے لیکن مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ کس جگہ رکھی تھی۔ آپ کوئی تدبیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، تم آج ساری رات نماز پڑھو۔ اس نے جا کر نماز پڑھنی شروع کی تو تھوڑی ہی دیر بعد اسے یاد آگیا کہ فلاں جگہ رقم رکھی تھی۔ چنانچہ اس نے

رقم نکال لی۔اگلے دن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی،حضور! آپ کی تدبیر سے مجھے رقم مل گئی۔آپ نے فرمایا،شیطان کو یہ کب گوارا تھا کہ تم ساری رات نماز پڑھو اس لئے اس نے جلد یاد دلایا لیکن تمہارے لئے مناسب تھا کہ تم رب تعالیٰ کے شکریہ میں ساری رات نماز پڑھتے۔(نفس مصدر،ص:۱۰۱)

(۱۴) آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی انڈا نہیں کھائے گا۔پھر اس نے ایک دن یہ قسم کھالی کہ فلاں شخص کی جیب میں جو چیز ہے ضرور کھائے گا پھر جب دیکھا تو اس شخص کی جیب میں سے انڈا نکلا،اب وہ اپنی قسم کیسے پوری کرے؟اس پر امام اعظم نے فرمایا،اسے چاہیئے کہ وہ انڈا مرغی کے نیچے رکھ دے اور جب چوزہ نکل آئے تو اسے پکا کر کھالے۔(نفس مصدر،ص:۱۰۱)

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا،کہ ایک شخص کے پاس کسی کا ایک درہم اور دوسرے شخص کے دو درہم تھے۔ان تین درہموں میں سے دو درہم اس سے گم ہو گئے۔اب اس ایک درہم کا کیا کیا جائے؟انہوں نے کہا،اس درہم کو دونوں میں مساوی طور پر نصف نصف تقسیم کر دیا جائے۔ابن مبارک نے پھر یہ مسئلہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے فرمایا،ابن شبرمہ کا جواب درست نہیں کیونکہ تین درہم جب یکجا کر دیئے گئے تو دونوں افراد کی شراکت ہوگئی۔اب ضائع ہونے والے درہم دونوں کے ہیں یعنی ایک کا دو تہائی حصہ ضائع ہوا اور دوسرے کا ایک تہائی حصہ ضائع ہوا۔پس باقی رہنے والے ایک درہم کے تین حصے کر دیئے جائیں،دو تہائی دو درہم

والے کو دیئے جائیں اور ایک تہائی ایک درہم والے کو دیا جائے۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۲)

(۱۶) حدیث شریف میں آیا ہے کہ کعبۃ اللہ پر جب پہلی نظر پڑے تو جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ اس موقع پر ہر شخص متردد ہوتا ہے کہ کون سی دعا مانگے اور کس دعا کو دوسری دعاؤں پر فوقیت دے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بے مثل ذہانت سے اس مسئلہ کا بھی نہایت شاندار حل بتایا ہے۔ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار بیت اللہ شریف کی حاضری کے لئے گئے اور آپ کی پہلی نظر کعبہ شریف پر پڑی تو آپ نے یہ دعا مانگی ''اے اللہ! مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ یعنی میں جو بھی دعا کروں وہ قبول ہو جائے''۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۲،۱۰۳)

(۱۷) امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ مجھے کسی کام سے کوفہ سے باہر جانا پڑا۔ وہاں ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا، یہ بتائیے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے شراب کا گھڑا ٹوٹ جائے اور کوئی شخص اس سمت میں بیٹھا وضو کر رہا ہے جس سمت میں پانی بہتا ہے تو اس شخص کے وضو کا کیا ہوگا؟ آپ فرماتے ہیں، میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ میں نے اپنے نوکر سے کہا، چلو اس شہر سے نکل چلیں جہاں مسئلہ کا جواب نہ آئے اور کوئی رہنمائی کرنے والا بھی نہ ہو۔ چنانچہ کوفہ آ کر یہ مسئلہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، اس سوال کا جواب نہایت آسان ہے۔ اگر بہتے ہوئے پانی سے شراب کی بو آ رہی ہو یا پانی کا ذائقہ متغیر ہو تو وضو جائز نہیں ورنہ کوئی حرج نہیں۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۳،۱۰۴)

(۱۸) امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں کوفہ کے

فلاں محلے میں رہتا ہوں۔رات کے پہلے حصے میں میری بہن فوت ہوگئی ہے اور بچہ اس کے پیٹ میں ہے اور وہ پیٹ میں حرکت کررہا ہے۔آپ نے فرمایا، فوراً جاؤ اور عورت کا پیٹ چاک کرکے بچہ باہر نکال لو۔وہ شخص سات سال بعد پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک بچہ تھا، اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس نے بتایا کہ یہ وہی بچہ ہے جو آپ کے فتویٰ پر ماں کے پیٹ سے نکالا گیا تھا۔یہ ساری زندگی آپ کا خادم رہے گا۔اس کا نام ہم نے نجار رکھا ہے۔(نفس مصدر، ص:۱۰۴)

(۱۹)ایک عورت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، میرا بھائی فوت ہوگیا ہے اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑ گیا ہے، اس کی جائیداد میں سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔آپ نے پوچھا، ترکہ کی تقسیم کس نے کی تھی، اس نے بتایا، حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ نے، آپ نے فرمایا، پھر یہی تمہارا حق بنتا ہے تمھیں اسی پر اکتفا کرنا چاہیئے۔اس لئے کہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، ایک بیوی، بارہ بھائی، والدہ اور ایک بہن (جو تو خود ہے) چھوڑے ہیں۔اس نے کہا، ہاں وارث تو صرف یہی ہیں۔آپ نے فرمایا، بیوی کے حصے دو تہائیاں اور وہ چھ سو دینار سے چار سو دینار لے گئی۔ماں کو چھٹا حصہ ملا وہ ایک سو دینار لے گئی۔بیوی کو آٹھواں حصہ ملا اور وہ پچھتر دینار لے گئی۔باقی پچیس دینار رہ گئے ان میں چوبیس دینار بھائیوں کو ملے اور ایک دینار تمھارے حصے میں آئے گا۔(نفس مصدر، ص:۱۰۴، ۱۰۵)

(۲۰)ایک شخص کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو اس نے غصہ میں قسم کھا کر

کہا، میں تجھ سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک تو مجھ سے بات نہیں کرے ۔ادھر غصہ میں بیوی نے بھی قسم اٹھا کر وہی الفاظ کہے جو شوہر نے کہے تھے۔غصہ دور ہوا تو دونوں کو بہت افسوس ہوا۔شوہر پہلے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان سے یہ معاملہ عرض کیا۔انھوں نے فیصلہ دیا کہ تم میں سے جس نے پہلے بات کی اسے کفارہ دینا ہوگا۔پھر وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، حضور! کوئی حل بتائیے۔آپ نے فرمایا، تم دونوں آپس میں بات چیت کر سکتے ہو، کسی پر بھی کفارہ نہیں ہوگا۔جب یہ بات سفیان ثوری رحمہ اللہ کو معلوم ہوئی تو وہ سخت ناراض ہوئے اور اس شخص سے فرمایا، پھر جا کر پوچھو، اس نے دوبارہ آکر پھر یہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا۔اس پر سفیان ثوری رحمہ اللہ نے پوچھا، آپ نے اس مسئلہ کا یہ جواب کیسے دیا؟ آپ نے فرمایا، مرد کے حلف اٹھانے کے بعد جب عورت نے یہ کہا کہ میں بھی تم سے بات نہیں کروں گی تو اس عورت نے بات تو کر لی لہٰذا اب مرد پر قسم واقع نہ ہوگی، اس کی قسم تو ساقط ہوگئی اس طرح کسی پر بھی کفارہ نہیں ہوگا۔امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا، ابوحنیفہ! تم پر وہ علوم منکشف ہوئے ہیں کہ جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۵)

(۲۱) امام اعمش رحمہ اللہ ایک بار اپنی بیوی کو غصہ میں یہ کہہ بیٹھے، اگر تم نے مجھے یہ خبر دی کہ آٹا ختم ہوگیا تو تمھیں طلاق، اگر آٹا کے ختم ہونے کے بارے میں کچھ لکھا، یا آٹا ختم ہونے کے متعلق کوئی پیغام دیا تو ان تمام صورتوں میں تمہیں طلاق۔ان کی بیوی حیران رہ گئی کہ انہوں نے کیا کہہ دیا ہے۔وہ سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے۔اسے

کسی نے مشورہ دیا کہ اس مشکل سے صرف امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نکال سکتے ہیں تم ان کے پاس جا کر سارا واقعہ بیان کرو۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ گئی اور تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں مشکل کیا ہے اس کا حل تو بہت ہی آسان ہے۔ تم رات کے وقت ان کے ازار بند کے ساتھ آٹے کا خالی تھیلا باندھ دینا وہ خود ہی محسوس کریں گے کہ آٹا ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ صبح کے اندھیرے میں جب وہ شلوار پہننے لگے تو انہیں ازار بند کے ساتھ کچھ چیز لپٹی ہوئی محسوس ہوئی جب دیکھا تو وہ آٹے کا خالی تھیلا تھا۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ گھر میں آٹا ختم ہو گیا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر کہنے لگے، بخدا یہ ترکیب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں سوجھ سکتی۔ جب تک وہ زندہ ہیں ہمیں شرمندہ کرتا رہے گا۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۶)

(۲۲) کوفہ کے قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ ایک دن عدالت سے فارغ ہو کر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک پاگل عورت کسی شخص سے جھگڑ رہی ہے اور گفتگو کے دوران اس نے اس شخص کو ''اے زانی اور زانیہ کے بیٹے'' کہہ دیا۔ قاضی صاحب نے اس عورت کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور پھر مجلس قضا میں واپس آ کر حکم دیا کہ اس عورت کو مسجد میں کھڑی کر کے درے لگائیں اور دو حدیں ماریں۔ یہ بات جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا، ابن ابی لیلیٰ نے اپنے فتویٰ میں کئی غلطیاں کی ہیں۔ وہ مجلس قضا سے اٹھ کر واپس آئے اور دوبارہ عدالت لگائی یہ آئین عدالت کے خلاف ہے۔ اس شخص کے ماں باپ کو گالیوں پر حدیں جاری کیں حالانکہ مدعی وہ شخص نہیں بلکہ اس کے والدین ہونے

چاہیئے تھے۔ایک ساتھ دو حدیں نافذ کی گئیں حالانکہ ایک ساتھ دو حدیں نافذ نہیں ہوسکتیں۔عورت کو کھڑا کر کے حد قائم کی گئی حالانکہ عورت کو کھڑا کر کے حد نافذ نہیں کی جاسکتی۔کیوں کہ وہ مرفوع العقل اور مرفوع العلم ہوتی ہے۔مسجد میں حد قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاسکتی۔علی بن عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت سے ہم حیران رہ گئے۔(نفس مصدر،ص:۱۰۶،۱۰۷)

(۲۳) یحییٰ بن سعید،شہنشاہ منصور عباسی کے یہاں بہت رسوخ رکھتے تھے۔کوفے کے قاضی تھے۔مگر کوفے میں ان کو وہ قبول عام نہ حاصل ہوسکا جو حضرت امام اعظم کا تھا۔ اس پر ان کو بہت تعجب ہوتا تھا۔کہا کرتے تھے کہ کوفہ والے عجیب کم عقل ہیں۔تمام شہر ایک شخص یعنی امام ابوحنیفہ کی مٹھی میں ہے۔اس پر امام اعظم نے امام ابو یوسف،امام زفر اور چند اور شاگردوں کو بھیجا کہ قاضی صاحب سے مناظرہ کریں۔امام ابو یوسف نے قاضی یحییٰ سے پوچھا۔ایک غلام دو آدمیوں میں شریک ہے،ان میں سے ایک شخص آزاد کرنا چاہتا ہے،تو آزاد کرسکتا ہے یا نہیں؟ قاضی صاحب نے کہا کہ نہیں کرسکتا،اس میں دوسرے حصے والے کا نقصان ہے۔حدیث میں ہے،لاضرر ولاضرار۔جس کام سے دوسرے کو ضرر پہنچے جائز نہیں۔امام ابو یوسف نے پوچھا اگر دوسرا آزاد کردے تو؟ اس پر قاضی صاحب نے کہا اب آزاد ہوجائے گا۔امام ابو یوسف نے کہا،آپ نے اپنے قول کا رد کردیا۔پہلے نے جب غلام آزاد کیا تو اس کا آزاد کرنا بے اثر رہا،یہ غلام،پورا کا پورا غلام ہی رہا۔اب دوسرے نے آزاد کیا تو وہی پہلی پوزیشن لوٹ آئی۔اب کیسے آزاد ہوگیا؟ (یہ سن کر وہ خاموش ہوگئے)۔(مقدمہ نزہۃ القاری،ج:۱،ص:۱۶۰)

واقعات

(۱)امام اوزاعی اور حضرت امام اعظم کی مکہ معظّمہ میں دارالخیاطین میں ملاقات ہوئی۔امام اوزاعی نے امام اعظم سے کہا۔کیا بات ہے کہ آپ لوگ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے۔امام صاحب نے فرمایا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت نہیں۔امام اوزاعی نے کہا کیسے نہیں۔حالانکہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی وہ سالم سے،سالم اپنے والد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے جب رکوع میں جاتے جب رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔اس کے جواب میں حضرت امام اعظم نے فرمایا۔ہم سے حماد نے حدیث بیان کی وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ سے وہ اسود سے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف افتتاح نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔اس کے بعد پھر نہیں کرتے تھے۔اس پر امام اوزاعی نے کہا کہ میں عن الزہری عن سالم عن ابیہ حدیث بیان کرتا ہوں۔اور آپ کہتے ہیں حدثنی حماد عن ابراہیم عن علقمۃ ،حضرت امام اعظم نے فرمایا۔حماد، زہری سے افقہ ہیں۔اور ابراہیم،سالم سے افقہ ہیں اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے کم نہیں اگرچہ صحابی ہونے کی وجہ سے علقمہ سے افضل ہیں۔اسود اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی فقہ میں برتری سب کو معلوم ہے۔امام اوزاعی نے حدیث کو علو سند سے

ترجیح دی۔اور امام اعظم نے راویوں کے افقہ ہونے کی بنیاد پر۔یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر دو متضاد باتیں دو فریق سے مروی ہوں، دونوں ثقہ ہوں مگر ایک فریق کے راوی زیادہ عالم، زیادہ ذہین، زیادہ سمجھدار ہوں تو ہر دیانت دار عاقل اسی بات کو ترجیح دے گا جو فریق ثانی سے مروی ہو۔(مقدمہ نزہۃ القاری، ج:۱،ص:۱۴۵)

(۲)امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر کوفہ میں ایک رافضی رئیس تھا۔بڑا مال و دولت رکھتا تھا۔مگر وہ اپنی مجالس میں برملا کہتا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی تھے(معاذ اللہ) آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے، وہ امام صاحب کے علمی اور معاشرتی مقام سے واقف تھا۔باتوں باتوں میں آپ نے اس رافضی سے کہا،آج میں تمہاری بیٹی کے لئے ایک رشتہ لایا ہوں وہ سیدزادہ ہے اور بڑا دولت مند ہے۔کتاب اللہ کا حافظ ہے اور رات کو اکثر حصہ بیدار رہ کر نوافل ادا کرتا ہے۔وہ شب بھر میں سارا قرآن ختم کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہے، رافضی نے کہا حضور ایسا رشتہ پھر ملنا مشکل ہے آپ جلدی کیجئے، اس میں رکاوٹ کونسی ہے، مجھے ایسے داماد کی بے حد ضرورت ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس میں ایک خصلت ایسی ہے جسے آپ ناپسند کریں گے۔اس نے پوچھا، وہ کونسی خصلت ہے؟ فرمایا کہ وہ مذہبا یہودی ہے۔رافضی نے کہا کہ آپ عالم ہو کر مجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ میں ایک یہودی سے اپنی بیٹی بیاہ دوں۔آپ نے فرمایا کہ جب تم ایک امیر اور شریف یہودی سے اپنی بیٹی بیاہنا پسند نہیں کرتے تو کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے شخص سے اپنی دو بیٹیاں بیاہ سکتے تھے جو یہودی تھا۔اس نے آپ

کی باتیں سن کرتوبہ کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق اپنے اعتقاد سے رجوع کیا۔ (امام اعظم، ص:۹۶،۹۷)

(۳) امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پڑوسی کا پالتو مور چوری ہوگیا تو اس نے آپ سے شکایت کی اور اس سلسلے میں مدد کی درخواست بھی کی۔ اسے محلے ہی کے کسی شخص پر شبہ تھا۔ آپ نے فرمایا، تم خاموش رہو، میں کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ آپ صبح کو مسجد تشریف لے گئے اور فرمایا، اس شخص کو شرم نہیں آتی جو اپنے پڑوسی کا مور چرا کر پھر نماز پڑھنے آتا ہے حالانکہ اس کے سر میں اس مور کا پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک شخص اپنا سر صاف کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا، اے بھائی! اس شخص کا مور اس کو واپس کردو، چنانچہ اس نے وہ مور واپس کردیا۔ (نفس مصدر، ص:۱۰۱،۱۰۲)

(۴) ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے پر مناظرہ کریں۔ آپ نے فرمایا، میں اتنے آدمیوں سے تو بیک وقت بات نہیں کرسکتا نہ ہی ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ سب کی طرف سے ایک سمجھدار عالم مقرر کرلیں جو اکیلا مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک بڑا عالم منتخب کیا جو آپ سے بات کرے۔ آپ نے سب سے فرمایا، کیا یہ عالم جو بات کرے گا وہ آپ سب کی طرف سے ہوگی اور کیا اس کی ہار جیت آپ کی ہار جیت ہوگی؟ ان سب نے کہا، ہاں! ہم سب اس بات پر متفق ہیں۔ آپ نے فرمایا، جب تم نے یہ بات مان لی تو پھر تمہارا

مسئلہ حل ہو گیا۔تم نے میرے موقف کوتسلیم کرتے ہوئے حجت قائم کر دی ہے۔ کہنے لگے،وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا،''تم نے خوداپنی طرف سے ایک آدمی منتخب کیااور فیصلہ کیا کہ اس کی ہر بات تمہاری بات ہوگی،اس کی ہار جیت تمہاری ہار جیت ہوگی،ہم بھی نماز کے دوران اپنا امام منتخب کرتے ہیں۔اس کی قرأت ہماری قرأت ہوتی ہے،وہ بارگاہ خداوندی میں ہم سب کی طرف سے نمائندہ ہوتا ہے''۔انہوں نے آپ کی دلیل کوتسلیم کیااور اپنے موقف سے دست بردار ہو گئے۔یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسئلہ عقلی طور پر سمجھایا وہ دراصل اس حدیث کی تشریح ہے،''جوامام کے پیچھے نماز پڑھے توامام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے''۔(نفس مصدر،ص:۱۱۲،۱۱۳)

(۵)ایک دن عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوگوں کا مجمع تھااور وہاں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ایک شخص نے ایمان کے بارے میں گفتگو کا آغاز کیا۔امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا،کیا تو مؤمن ہے؟اس نے کہا،مجھے امید ہے کہ میں مؤمن ہوں۔(اس دور میں بعض لوگ خود کوقطعی طور پراور یقین سے مؤمن نہیں کہتے تھے) آپ نے فرمایا،اگر قبر میں منکر نکیر نے تمہارے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو کیا وہاں بھی یہی کہو گے؟ وہ شخص حیران ہو گیا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس قدر آسان طریقے سے یہ علمی مسئلہ حل کر دیا ہے۔(نفس مصدر،ص:۱۱۰)

(۶)ایک دن خلیفہ منصور عباسی نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار میں

بلایا منصور کا پرسنل سکریٹری ربیع آپ کا مخالف تھا اور آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا تھا۔ اس نے منصور سے کہا، یہی وہ شخص ہے جو آپ کے جد امجد (عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی مخالفت کرتا ہے۔ آپ کے دادا فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص قسم کھا کر استثنا کرے یعنی ایک یا دو دنوں کے بعد انشاء اللہ کہہ لے تو وہ قسم میں داخل سمجھا جائے گا اور قسم کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا، مگر ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ کا لفظ قسم کے ساتھ ہو تو قسم کا حصہ ہے ورنہ بیکار و بے اثر ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا، امیر المؤنین! ربیع کا یہ خیال ہے کہ آپ کے تمام لشکر کی بیعت آپ کے ساتھ مؤثر نہیں۔ خلیفہ نے کہا، وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا، ان کا خیال ہے کہ لوگ آپ کے یہاں بیعت کی قسم تو کھاتے ہیں مگر بعد میں گھروں میں جا کر استثنا کر لیتے ہیں یعنی انشاء اللہ کہہ لیتے ہیں، اس طرح ان کی قسمیں بے اثر ہو جاتی ہیں اور ان پر شرعا کچھ مؤاخذہ نہیں رہتا۔ یہ سن کر خلیفہ منصور ہنس پڑا اور ربیع سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، تم امام ابوحنیفہ کو نہ چھیڑا کرو، ان پر تمہارا داؤ نہیں چل سکتا۔ جب دونوں باہر آئے تو ربیع کہنے لگا، آج تو آپ میری جان ہی لے چلے تھے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ تو تمہارا ارادہ تھا، میں نے تو صرف مدافعت کی ہے۔ (نفس مصدر، ص:۱۱۰، ۱۱۱)

(۷) ایک شخص کو اپنی بیوی کی طلاق میں شک واقع ہوا تو اس نے قاضی شریک رحمہ اللہ سے مسئلہ دریافت کیا۔ جواب ملا، اس کو طلاق دے کر رجوع کر لو۔ پھر اس نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، یہ کہہ دو کہ اگر میں نے

تجھ کوطلاق دی ہے تو میں نے تجھ سے رجوع کیا۔اور پھر امام زفر رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا، جب تک تمہیں طلاق کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی ہے۔امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان تینوں جوابات کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، ثوری نے تمہیں ورع اور تقویٰ کی بات بتائی اور زفر نے ٹھیک فقہ کی بات کہی اور شریک، تو ان کی مثال ایسے شخص کی ہے جس سے کوئی پوچھے کہ مجھے پتہ نہیں کہ میرے کپڑے پر نجاست ہے یا نہیں تو وہ کہہ دے کہ کپڑے پر نجاست ہے آپ دھولیں۔(نفس مصدر،ص:۱۱۱)

(۸) ابوالعباس طوسی، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین میں سے تھا۔امام بھی جانتے تھے کہ اس کے خیالات کیا ہے۔ایک دن حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عباسی خلیفہ کے دربار میں بیٹھے تھے اور بھی بے شمار لوگ موجود تھے۔طوسی نے کہا کہ میں آج ابوحنیفہ کو قتل کرادوں گا۔وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوا، امیر المؤمنین کبھی ہم میں سے کسی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ کسی کو قتل کردے۔اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ واقعی مجرم ہے یا نہیں ایسی صورت میں ہمیں خلیفہ کا حکم ماننا چاہیئے یا نہیں؟ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے ابوالعباس! امیر المؤمنین حق کا حکم دیتے ہیں یا باطل کا؟ اس نے مجبورا کہا، حق کا۔آپ نے فرمایا، پھر حق کی تعمیل میں پوچھنا کیوں؟ طوسی، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس جال میں پھنسانا چاہ رہا تھا آپ کی حاضر جوابی سے خود اسی جال میں پھنس گیا۔(امام اعظم،ص:۱۰۹)

(۹) ضحاک بن قیس شیبانی حروری خارجیوں کا کمانڈر تھا۔وہ عراق کے مختلف شہروں

پر حملہ کرتا تو مسلمانوں کا قتل عام کر دیا کرتا تھا۔ایک مرتبہ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر کوفہ میں بھی آ پہنچا اور جامع مسجد کوفہ میں بیٹھ گیا اور ایک فرمان جاری کیا کہ کوفہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔اس وقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر اور قمیص پہنے مسجد میں تشریف لائے اور ضحاک سے کہا، میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ضحاک نے پوچھا، کیا بات ہے؟ آپ نے پوچھا، تم لوگوں کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو اور بچوں کو قید کرنے کا حکم کیوں دے رہے ہو؟ اس نے کہا، یہ سب مرتد ہیں ان کے ارتداد کی یہی سزا ہے۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ارتداد تو ایک دین سے دوسرے دین کے اختیار کرنے کا نام ہے۔تم بتاؤ وہ پہلے کس دین پر تھے اور اب کس دین میں شامل ہوئے ہیں، کیا اب وہ اپنے پہلے دین میں نہیں رہے؟ ضحاک نے کہا، اپنے سوال کو پھر دہرائیے۔آپ نے فرمایا، یہ لوگ پہلے کس دین پر تھے جسے چھوڑ کر اب دوسرے دین کو اختیار کر رہے ہیں؟ ضحاک نے کہا، واقعی یہ میری غلطی ہے۔اس نے لشکر کو حکم دیا کہ تلواریں میانوں میں کر لو اور کسی کو قتل نہ کیا جائے۔یہ تھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت جس نے سارے کوفہ والوں کو قتل ہونے سے بچا لیا۔(نفس مصدر، ص:۹۸،۹۹)

(۱۰) کوفہ میں ایک بوڑھا رافضی تھا جو ہر وقت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آزاری اور طعن و تشنیع کرتا تھا۔وہ ''شیطان الطاق'' کے نام سے مشہور تھا۔بڑا باتونی اور بات سے بات نکالنے والا تھا۔ایک دن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمام میں داخل ہوئے اور یہ رافضی وہاں پہنچ گیا اور کہنے لگا، ابوحنیفہ! تمہارے استاد فوت

ہو گئے ہیں، شکر ہے ہم نے اس شخص سے نجات پائی۔ (حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوت ہوئے ایک ماہ گزرا تھا) آپ نے فرمایا، ہمارے استاد تو فوت ہوتے رہیں گے مگر تمہارا استاد ہمیشہ زندہ رہے گا کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْمُنْظَرِیْن کہہ کر مہلت دی ہے، وہ قیامت تک نہیں مرے گا۔ یہ بات سن کر وہ شیطان جس غسل خانے میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہا رہے تھے، ننگا ہو کر داخل ہو گیا۔ امام صاحب نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کہا، ابو حنیفہ! تم کب سے اندھے ہوئے ہو؟ فرمایا، جس دن سے اللہ تعالیٰ نے تیری حیا اور غیرت کو ختم کر دیا ہے۔ پھر آپ نے منہ پھیر لیا اور یہ شعر پڑھا، ترجمہ: ''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میری نصیحت میں حکمت و دانائی ہے۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کہوں گا جس میں برائی ہو۔ اے اللہ کے بندو! اپنے اللہ سے ڈرو، حمام میں ننگے نہ آ جایا کرو بلکہ کپڑا باندھ کر آیا کرو''۔ (امام اعظم، ص: ۱۱۱، ۱۱۲)

(۱۱) حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک رافضی مسجد میں آ گیا، جو کوفے میں شیطان طاق (باتونی شیطان) کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے آتے ہی پوچھا، ابو حنیفہ! تمام لوگوں میں طاقتور ترین کون انسان ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہمارے عقیدہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمہارے عقیدہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رافضی نے کہا، یہ تو آپ نے الٹی بات کہہ دی۔ آپ نے فرمایا، الٹی بات تو نہیں کہی، سچی بات کہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے سخت کہتا ہوں کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان خلافت

کے بعد انہیں حقدار خلافت تسلیم کر کے ان سے برضا ورغبت بیعت کرلی۔تم شیعہ کہتے ہو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور ساتھ ہی یہ کہتے ہو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا حق چھین لیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ اپنا حق لیتے۔اس طرح تمہارے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ طاقتور تھے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غالب رہے۔رافضی آپ کا جواب سن کر ہکا بکارہ گیا اور مسجد سے کھسک گیا۔(نفس مصدر،ص:۱۱۳،۱۱۴)

(۱۲)امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جہاں خارجی،رافضی اور دوسرے بدعقیدہ لوگ موجود تھے وہاں بے دین،دہریے اور ملحد بھی موجود تھے۔وہ چاہتے تھے کہ جب بھی موقع ملے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیں۔ایک دن آپ مسجد میں اکیلے تشریف فرما تھے۔اچانک خارجیوں کا ایک گروہ اندر آ گیا اور آتے ہی آپ کے سامنے تلواروں اور چھریوں کی نمائش کرنے لگا۔آپ نے فرمایا،ٹھہر جاؤ پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو پھر جو جی میں آئے کرلینا،آپ نے فرمایا،مجھے بتاؤ،اس کشتی کے متعلق تم کیا کہو گے جو سامان سے لدی ہوئی دریا میں چل رہی تھی،اس کشتی کو طوفانی ہواؤں اور موجوں نے گھیر لیا مگر وہ اس کے باوجود اپنے راستہ پر چلتی رہی حالانکہ اس کا کوئی ملاح یا چلانے والا نہیں تھا۔اس پر ایسا کوئی آدمی بھی نہیں تھا جو کشتی کا رخ پھیر کر طوفانوں کی زد سے کسی دوسری طرف لے جائے۔کیا تمہاری عقل یہ تسلیم کرتی ہے کہ اس کے باوجود کشتی طوفانوں کے درمیان سیدھی منزل کی طرف چلتی جائے۔ان سب نے کہا،عقل نہیں مانتی۔آپ نے فرمایا،جب تمہاری

عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ ایک کشتی کسی چلانے والے یا ملاح کے بغیر طوفانوں میں اپنا راستہ خود نہیں بنا سکتی تو اتنی بڑی کائنات جس میں مختلف اقسام کے تغیرات اور طوفان ہیں، وہ کسی چلانے والے کے بغیر کس طرح قائم رہ سکتی ہے؟ آپ کی بات سن کر دہریے جو آپ کو قتل کرنے آئے تھے، لاجواب ہو گئے اور انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے سامنے اپنے عقائد سے توبہ کر لی۔ (امام اعظم، ص:۱۱۴)

(۱۳) ایک وقت آیا کہ کوفہ پر خارجیوں نے قبضہ کر لیا۔ ان کے ایک دستے نے سب سے پہلے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کوفہ کے امام الائمہ ہیں۔ اگر آپ قابو میں آ گئے تو کسی دوسرے کو علمی مزاحمت کی جرأت نہ ہوگی۔ خارجیوں کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ جو ان کے عقیدہ پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں رہتا۔ انہوں نے کہا، تم کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا، میں ہر قسم کے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ بعد میں چند لوگوں نے کہا، امام اعظم تمہیں جُل دے کر چھوٹ گئے وہ تو تمہیں کافر سمجھتے ہیں اور انہوں نے تمہارے کفر سے توبہ کی ہے۔ خارجیوں نے آپ کو گھر سے پھر گرفتار کر لیا اور پوچھا، آپ نے تو ان عقائد سے توبہ کی ہے جن پر ہم ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا، یہ بات تم نے لوگوں کے بھڑکانے پر گمان سے کہہ دی ہے یا ایمان اور یقین سے؟ انہوں نے کہا، ہم گمان سے کہہ رہے ہیں، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تو ان بعض الظن اثم فرماتا ہے یعنی بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تم نے تو گناہ کیا ہے کہ مجھ پر بدگمانی کی اور تمہارا عقیدہ ہے کہ ہر گناہ کفر ہے پہلے تم اس کفر سے توبہ کرو۔ خارجیوں کے سردار

نے کہا، اے شیخ آپ صحیح کہہ رہے ہیں ہم کفر سے توبہ کرتے ہیں مگر آپ بھی کفر سے توبہ کریں۔ آپ نے اعلان کیا، میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ اس پر خوارج نے آپ کو پھر چھوڑ دیا۔ آپ کے دوسری بار توبہ کرنے پر خارجی سمجھے کہ آپ نے اپنے کفریہ عقیدہ سے توبہ کا اعلان کیا ہے حالانکہ آپ نے تو دوبارہ بھی انہی کے کفریہ عقائد سے توبہ فرمائی تھی۔ (نفس مصدر، ص:۱۱۵)

(۱۴) علی بن عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، سفید بال چن لو۔ حجام نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ جہاں سے سفید بال چنے جاتے ہیں وہاں کئی اور سفید بال اُگ آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا پھر سیاہ بال چن لے تا کہ سیاہ بالوں کا غلبہ ہو جائے اور سفید ختم ہو جائیں۔ یہ بات اگر چہ مزاحیہ تھی۔ مگر جب قاضی شریک رحمہ اللہ کو یہ لطیفہ سنایا گیا تو انہوں نے ہنس کر فرمایا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حجام کو بھی اپنے قیاس سے لاجواب کر دیا۔ (امام اعظم، ص:۱۱۶)

(۱۵) حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی ادراک کی خبر جب خوارج کو پہنچی اور انہیں یہ معلوم ہوا کہ آپ فسق کی وجہ سے اہل قبلہ پر کفر کا فتویٰ نہیں دیتے تو ان کے ستر آدمی ایک وفد کی صورت میں آپ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ کے پاس لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا اور آپ کے پاس بیٹھنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ انہوں نے چلا کر کہا، حضرت ہم ایک ملت پر ہیں، آپ اپنے لوگوں کو کہیں کہ وہ ہمیں ملاقات کے لئے قریب آنے کا

موقع دیں۔جب یہ لوگ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو سب نے میانوں سے تلواریں نکال لیں اور کہا،تم اس امت کے دشمن ہو،تم اس امت کے شیطان ہو،ہمارے نزدیک ستر آدمیوں کے قتل کرنے سے تم جیسا تنہا شخص کو قتل کردینا بہتر ہے لیکن ہم قتل کرتے وقت ظلم نہیں کریں گے۔امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے انصاف دینا چاہتے ہو؟اگر یہ بات درست ہے تو پہلے اپنی تلواریں میانوں میں کرلو۔وہ کہنے لگے،ہم انہیں میانوں میں کیوں کرلیں ہم تو انہیں آپ کے خون سے رنگین کرنے آئے ہیں۔آپ نے فرمایا،چلوتم اپنا سوال کرو۔وہ کہنے لگے،مسجد کے دروازے پر دو جنازے آئے ہیں،ایک ایسا شخص ہے جس نے شراب کے نشے میں دھت ہوکر جان دی۔دوسری ایک عورت کی لاش ہے جس نے زنا کروایا اور اس کے پیٹ میں حرام کی اولاد ہے اس نے شرمساری سے بچنے کے لئے خودکشی کرلی۔کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟آپ نے پوچھا،کیا وہ دونوں مرنے والے یہودی تھے؟کہا،نہیں۔فرمایا،کیا وہ نصرانی تھے؟کہا،نہیں۔فرمایا،کیا وہ مجوسی تھے؟کہا،نہیں۔فرمایا،تو وہ کس دین اور کس مذہب پر تھے؟ کہنے لگے،اس دین پر جس کی تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔امام اعظم نے فرمایا،تم خود گواہی دے رہے ہو کہ وہ ملت اسلام پر تھے،اب یہ بتاؤ کہ ان کا ایمان تہائی تھا یا چوتھائی یا پانچواں حصہ تھا؟وہ کہنے لگے،ایمان کی کوئی مقدار نہیں ہوتی۔آپ نے فرمایا،عجیب بات ہے جب تم خود ہی اقراری ہو کہ وہ مومن تھے پھر

پوچھتے ہو کہ ان کی نماز پڑھی جائے یا نہیں۔انہوں نے جھینپ کر کہا، ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا، جب تم ان کے مومن ہونے کے اقرار کے بعد بھی سوالات کرنے سے باز نہیں آتے تو سنو، میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہا تھا جو جرم میں اِن سے بڑھ کر تھی۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔(ابراہیم:۳۶) تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر ان کے بارے میں مجھے یہی کہنا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے متعلق کہا تھا جو ان سے جرم میں بڑھکر تھے۔اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (المائدہ:۱۱۸) اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا۔ میں ان سے حضرت نوح علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سلوک کروں گا۔آپ نے فرمایا تھا'' کافر بولے، کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں؟ فرمایا، مجھے کیا خبر ان کے کیا کام ہیں، ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں سمجھ ہو، اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں، میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان زبردست دلائل کے سامنے خوارج نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس مجلس میں اعلان کیا کہ آج ہم ان تمام نظریات باطلہ اور خیالات فاسدہ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جس پر اب تک ہم عمل پیرا تھے اور ہم آپ کے

نظریات کی روشنی میں دین اسلام کو اختیار کرتے ہیں۔پس جب خوارج کا یہ وفد وہاں سے روانہ ہوا تو اپنے خیالات سے توبہ کرکے روانہ ہوا اور انہوں نے اہل سنت وجماعت کے عقائد اختیار کر لئے۔(امام اعظم،ص:۱۱۹۔۱۲۲)

(۱۶)مناقب کردری میں ہے:امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا،اور ایک عورت نے مجھے فقیہ بنایا،اور ایک عورت نے مجھے زاہد بنایا۔لیکن پہلی عورت،تو آپ نے فرمایا:میں چل رہا تھا کہ ایک عورت نے راستہ میں پڑی ایک چیز کی طرف مجھے اشارہ کیا،میں سمجھا کہ وہ گونگی ہے اور یہ پڑی چیز اسی کی ہے،میں اٹھا کر جب اس کو دینے لگا تو اس نے کہا،اس کی حفاظت کرو یہاں تک کہ اس کو اس کے مالک کے حوالے کرو۔لیکن دوسری عورت:تو ایک عورت نے مجھ سے حیض کا ایک مسئلہ پوچھا،مجھے وہ مسئلہ معلوم نہ تھا،تو اس عورت نے ایک بڑی بات کہہ دی،اسی وجہ سے میں نے فقہ سیکھا۔لیکن تیسری عورت:تو میں ایک راستہ سے گزر رہا تھا تو ایک عورت نے کہا:یہی وہ ہیں جو عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں۔تو میں نے اس کا ارادہ کیا یہاں تک کہ وہ یعنی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا،میری عادت ہوگئی۔(الاشباہ والنظائر،ص:۴۱۳۰،الفن السابع،الحکایات والمراسلات)

واللہ تعالیٰ اعلم وما توفیقی الا باللہ وھوالمستعان

محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

خادم درس وافتا،دارالعلوم رضائے مصطفیٰ مٹیا برج کولکاتا

mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.com

مؤلف ایک نظر میں

۱) نام ونسب : محمد رفیق الاسلام بن محمد حصیر الدین بن مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین

ولادت : باعتبار سند ۲؍فروری ۱۹۸۳ء مقام کالو بستی پانچ ڈمٹھی تھانہ اسلام پور
ضلع اتر دیناج پور (مغربی بنگال)

ناظرہ قرآن مقدس: دادا مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین، والدہ محترمہ، محلّہ کا مکتب

ابتدائی تعلیم : دار العلوم غوثیہ، بکیری ٹولہ، تھاوے ضلع گوپال گنج (بہار)
دار العلوم گلشن بغداد، رام پور (یوپی)

الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ: ۱۲؍شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲؍دسمبر ۲۰۰۱ء

دستار قرأت حفص: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۸؍جولائی ۲۰۰۵ء

عالمیت : ۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷؍ستمبر ۲۰۰۵ء

دستار فضیلت : یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۷؍جون ۲۰۰۷ء

دستار تخصص فی الفقہ: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶؍مئی ۲۰۰۹ء
بموقع عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

تعلیمی لیاقت : منشی، منشی کامل، مولوی، عالم، فاضل ادب، فاضل طب (عربی، فارسی، مدرسہ بورڈ لکھنؤ (یوپی)

تدریس : (۱) الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بحیثیت معین المدرسین دوران تخصص
فی الفقہ از ۱۵؍شوال ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۸ء تا ۷؍شعبان
۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰؍جولائی ۲۰۰۹ء (۲) الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز
کھجرانہ اندور ایم پی، از ۱۰؍شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۹ء

(۳) جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم ڈی جے ھلی بنگلور ۴۵ (کرناٹک)

از ۲۲ر شوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ر اگست ۲۰۱۴ء

(۴) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ مٹیا برج کولکاتا (بنگال)

از ۱۲ر شوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۹ر جولائی ۲۰۱۵ء تا حال

اجازت درس : اجازت قرآن وحدیث وفقہ، سراج الفقہاء محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، صدر شعبۂ افتاء وناظم مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یوپی۔

اجازت حدیث: استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ مصباحی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ وخیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب صدر المدرسین وصدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بیعت وارادت: تاج الشریعہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

اجازت وخلافت: مقتدائے اہلسنت، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ

مشاغل :فتویٰ نویسی، تدریس، تصنیف، تالیف، تبلیغ، مضمون نگاری، خطابت۔

تصنیف وتحریر: (۱) سرکار کی آمد مرحبا! (۲) جان ایمان (۳) ایصال ثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں المعروف آخرت کا سہارا (۴) کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم؟ (۵) تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ (٦) جامع الدعا (۷) امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) امام عشق ومحبت (۹) امام احمد رضا کا فقہی کمال، فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے (۱۰) مدارس اسلامیہ کی تعلیمی زبوں حالی، اسباب وعلاج۔ (۱۱) دوسو سے زائد فتاویٰ کا مجموعہ۔ اس کے علاوہ رسائل وجرائد واخبارات میں متعدد مضامین۔

عاشقان اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل عاشقان اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن مٹیا برج کولکاتا کے تمام اراکین وممبران کو صحت وسلامتی عطا فرمائے، سب کے روزی روزگار، تجارت وکاروبار میں بے پناہ برکتیں نازل کرے، سب کے والدین وخاندان والوں کی مغفرت فرمائے جنھوں نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پروردگار اس کتاب کو میرے اور میرے ان دینی سنی بھائیوں کے لئے ذریعۂ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنا۔

ع تیرے میکدے میں کمی ہے کیا جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے

یکے از غلامان رضا

محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.com

مصنف کی تصنیفات

۱ ← سرکار کی آمد مرحبا! ۲ ← کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم؟

۳ ← ایصال ثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں المعروف آخرت کا سہارا

۴ ← تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے

۵ ← امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ۶ ← جامع الدعا

۷ ← جان ایمان ۸ ← امام عشق ومحبت

PUBLISHER

Rs. 50/-

IMAM-E-AZAM EDUCATION FOUNDATION
DIMTHI ISLAM PUR WEST BENGAL